فراڈ

اشتیاق احمد

Scanned by CamScanner

423

محمود، فاروق، فرزانہ

اور ــــ انسپکٹر جمشید سیریز

ناول نمبر ۵۳۴

فراڈ

اشتیاق احمد

Scanned by CamScanner

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

نام ناول ——— فراڈ
طابع ——— اشتیاق احمد
کتابت ——— سعید نامدار
سرورق ——— طاہر ایس ملک
قانونی مشیر ——— شمیم احمد ایڈووکیٹ
مطبع ——— عظیم علیم پرنٹرز
قیمت ——— دس روپے

اشتیاق پبلی کیشنز
۹/۱۲ نصیر آباد ——— مسلم پورہ ——— سانده کلاں ——— لاہور
فون نمبر: 321537

احادیث مبارکہ

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نظر حق ہے۔

سنن ابن ماجہ شریف، جلد سوم
صفحہ نمبر ۱۱۲، حدیث نمبر ۳۹۴

○

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ سے پناہ مانگو نظر سچ ہے۔

سنن ابن ماجہ شریف، جلد سوم
صفحہ نمبر ۱۱۲، حدیث نمبر ۳۹۶

Scanned by CamScanner

دو باتیں

السلام علیکم!

بات حیرت کی ہے، لیکن صرف میرے لیے — آپ کے لیے نہیں — مزا تو تب تھا، جب آپ کے لیے بھی حیرت کی ہوتی — خیر آپ میری حیرت سے ہی لطف اُٹھا لیجیے — جی ہاں — لیکن سوال یہ ہے کہ بات ہے کیا — لیجیے بتا دیتا ہوں، میرا کیا جاتا ہے — پہلے میں منی خاص نمبر لکھنے پر جو تُلا تو پیچھے پلٹ کر نہ دیکھا — یعنی کسی طرح بھی عام سائز کے ناول لکھنے پر خود کو آمادہ نہ کر سکا — اور اب جو پھر سے چھوٹے سائز کے ایک دو ناول لکھ بیٹھا تو اب منی خاص نمبر لکھنے پر خود کو کسی طرح تیار نہیں کر پا رہا — آپ مجھے معاف کر دیجیے گا — شاید اب میں ریٹائر ہونے والا ہوں — کیونکہ حال اگر یہی رہا تو پھر

ایک دن بالکل نہ لکھنے پر تُل جاؤں گا اور کسی طرح بھی خود کو لکھنے پر آمادہ نہیں کر سکوں گا — کیا ایسا ہو سکتا ہے — خیال تو یہی ہے — کہ جب تک ہاتھ میں حرکت کرنے کی سکت ہے — اور ذہن میں کام کرنے کی — اس وقت تک لکھتا رہوں گا — اور جب یہ دونوں چیزیں جواب دے جائیں گی تو ریٹائر ہونے کا اعلان کر دوں گا — لیکن میں جانتا ہوں — میرے قارئین تو اس بات کو پسند نہیں کریں گے — لیکن یہ سب تو تقدیر کا لکھا ہوتا ہے — اور تقدیر کے لکھے کو کون ٹال سکتا ہے — نہ آپ، نہ میں، نہ کوئی اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں — لہٰذا آپ میرے لیے دُعا کریں — آپ کی دُعاؤں کے سہارے ہو سکتا ہے، میں زندگی کے آخری لمحات تک ناول لکھتا چلا جاؤں اور آپ پڑھتے چلے جائیں —

گذشتہ دنوں اسلام آباد سے ایک خاتون کا فون موصول ہوا — اس وقت ان کا نام تو ذہن سے نکل گیا، لیکن ان کا ذکر کرنے سے رہا نہیں جا رہا — فرما رہی تھیں — ابھی ابھی افریقہ سے آئی

Scanned by CamScanner

ہوں۔ وہیں رہتی ہوں۔ لیکن جب بھی آتی ہوں۔ آپ کی تمام کتب جو اس دوران شائع ہوئی ہوتی ہیں، خرید کر پڑھتی ہوں اور ساتھ لے جاتی ہوں۔ اور یہ بھی سُن لیں کہ میں اب بچی نہیں رہی۔ شادی شدہ خاتون ہوں۔ لیکن آج تک آپ کے ناول اسی ذوق سے پڑھتی ہوں۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور بہت خوش ہوا۔

ایسے فون سُن کر یا خطوط پڑھ کر میں ہمیشہ خوش ہوتا ہوں۔ نہ جانے کیوں۔ چلیے آپ ہی وجہ بتا دیں۔ شکریہ!

حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا:

- قبروں کو پختہ کرنے سے۔
- قبروں پر کتبے لگانے سے۔
- قبروں پر عمارتیں بنانے سے۔
- قبروں کو سجدہ گاہ بنانے سے۔
- قبروں پر عُرس کرنے سے۔
- قبروں پر چراغاں کرنے سے۔
- قبروں پر عورتوں کے جانے سے۔
- قبروں کو بلند کرنے سے۔
- قبروں پر میلہ لگانے سے۔
- قبروں کو پوجنے سے۔

بحوالہ:

بُخاری — مُسلم — ترمذی — ابنِ ماجہ — ابو داؤد — نسائی — موطا امام مالک — مشکوٰۃ

Scanned by CamScanner

ناول پڑھنے سے پہلے یہ دیکھ لیں کہ:

- یہ وقت نماز کا تو نہیں ——
- آپ کو سکول کا کوئی کام تو نہیں کرنا ——
- کل آپ کا کوئی ٹسٹ یا امتحان تو نہیں ——
- آپ نے کسی کو وقت تو نہیں دے رکھا ——
- آپ کے ذمے گھر والوں نے کوئی کام تو نہیں لگا رکھا۔

اگر ان باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی ہو تو ناول الماری میں رکھ دیں۔ پہلے نماز اور دوسرے کاموں سے فارغ ہو لیں، پھر ناول پڑھیں۔ شکریہ!

مخلص:

اشتیاق احمد

تحفہ

"ظہور کے بچے!" خان رحمان چلائے۔

"جی انکل!" ظہور کے بیٹے نے فوراً ان کے سامنے آ کر کہا۔

"دھت تیرے کی۔ میں نے تمھیں نہیں۔ تمھارے ابّو کو بلایا تھا۔ گھنٹی بج رہی ہے۔ آخر وہ جا کر دیکھتا کیوں نہیں؟"

"جی وہ ہانڈی جل جائے گی نا۔" ظہور کے بیٹے نے کہا۔

"اچھا تو تم کھول دو دروازہ۔"

"مجھے آپ نے منع کر رکھا ہے۔ پچھلی مرتبہ ملاقاتی میری وجہ سے ناراض ہو گیا تھا نا۔"

"یار طاہر۔ میں جو کہہ رہا ہوں۔ جا کر دروازہ کھول دو۔" انھوں نے تنگ آ کر کہا۔

"جی اچھا۔ آپ کہتے ہیں تو چلا جاتا ہوں۔ ویسے میں

Scanned by CamScanner

جانے کا نہیں تھا۔"

"اچھا بابا ۔ مان لیا ۔ تم جانے والے نہیں تھے ۔ اب تو چلے جاؤ۔" وُہ جھلّا اُٹھے۔

اور طاہر ہنستا ہوا چلا گیا ۔

"بڑے میاں تو بڑے میاں ۔ چھوٹے میاں سبحان اللہ۔"

"کیا کہا آپ نے؟" طاہر فوراً پلٹ پڑا ۔

"کک ۔ کچھ نہیں بھائی ۔ تم جاؤ ۔ اور دروازہ کھول دو۔"

"جی بہتر ۔ ویسے آپ آیندہ وُہ کچھ نہیں کہیے گا ۔ جو ابھی آپ نے کہا تھا۔"

"یار تم جاتے ہو یا میں خود دروازہ کھولوں جا کر۔"

"اب اتنی دیر تو لگا دی کھولنے میں ۔ اب کیا فائدہ ۔ اب تو میں ہی کھول دیتا ہوں۔"

"اُف توبہ۔" خان رحمان نے دبی آواز میں کہا ، ورنہ وُہ پھر پلٹ آتا۔

خان رحمان کے گھریلو مُلازم ظہور کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہو سکی تھی ۔ لہٰذا خان رحمان نے اس کے لیے یہ بچّہ یتیم خانے سے لا کر دیا تھا ۔ اس کی بیوی سلمٰی بیگم بہت اُداس رہنے لگی تھی ۔ اور ڈر تھا ، کہیں ظہور سے ناراض ہو کر اپنے ماں باپ کے گھر نہ رہنے لگے ۔ لہٰذا خان

رحمان نے ان کے لیے یہ کارنامہ بھی انجام دے دیا تھا ۔ ایک دن خاموشی سے یتیم خانے گئے اور بارہ سالہ اس لڑکے کو لے آئے ۔ اور لا کر کہنے لگے :

"لو بھئی سلمٰی بیگم ۔ پلا پلایا بچّہ۔"

"یہ کس کا ہے؟" سلمٰی بیگم نے حیران ہو کر کہا تھا۔

"آج سے تمھارا۔"

"اتنا بڑا بچّہ۔" وُہ حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔

"بھئی اللہ تعالیٰ کی دین ہے ۔ لوگوں کو بہت ننھے منّے بچّے دیتا ہے ۔ تمھیں یک دم اتنا بڑا دے دیا۔" وُہ مسکرائے ۔

طاہر تھا بہت خوب صورت اور مناسب قدوقامت کا ۔ لہٰذا سلمٰی بیگم تو اس پر لٹو ہو گئی اور جھٹ سے اسے اپنا بیٹا بنا لیا ۔ البتّہ ظہور ابھی تک اسے بیٹا کہتے ہوئے گھبراتا تھا ۔ خان رحمان نے ایک دن وجہ پوچھی تو ظہور کہنے لگا :

"خان صاحب ! اگر اتفاق سے میرے ہاں بھی بچّہ ہو گیا تو کیا ہوگا؟"

"بھئی پھر تم دو بیٹوں کے باپ ہو گے اور کیا ہوگا۔"

"خیر ۔ آہستہ آہستہ کہنے لگ جاؤں گا ۔ ابھی تو ذرا

Scanned by CamScanner

عادت نہیں ہے نا؟"

"چلو خیر — یونہی سہی۔"

وہ چونک اُٹھے — طاہر ان کے سامنے آ کھڑا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا:

"آپ کے دوست راشد علی آئے ہیں — میں نے انھیں ڈرائنگ روم میں بٹھا دیا ہے۔"

"دماغ تو نہیں چل گیا؟" وہ بولے۔

"جی — کس کا — میرا یا راشد علی صاحب کا؟"

"تمھارا — میرا اس نام کا کوئی دوست نہیں ہے — نہ پہلے کبھی رہا ہے اور نہ آیندہ شاید کبھی ہو گا۔"

"کیوں کیوں انکل — کیا آپ کو یہ نام پسند نہیں؟"

طاہر حیران رہ گیا۔

"ایک تو تم کان کھا جاتے ہو — جاؤ — جاؤ اپنے ابو کو بلا لاؤ۔"

"جی وہ ہانڈی۔"

"یار تم جاؤ۔" انھوں نے تلملا کر کہا۔

اس نے دوڑ لگا دی — فوراً ہی ظہور دوڑا آیا:

"کیا حکم ہے سرکار؟"

"میرا کوئی دوست راشد علی نام کا ہے؟"

"نہیں تو — ابھی ابھی کوئی بنا لیا ہو آپ نے تو کچھ کہہ نہیں سکتا۔"

"نہیں بنایا — لہٰذا ڈرائنگ روم میں جا کر اس شخص کو بتا دو — کہ راشد علی نام کا میرا کوئی دوست نہیں ہے۔" انھوں نے کہا۔

"کیا وہ صاحب یہ پوچھنے آئے ہیں — کہ آپ کا کوئی دوست راشد علی نام کا ہے یا نہیں؟"

"ارے نہیں بھائی — وہ اپنا نام راشد علی بتا رہا ہے اور اس کا بیان ہے کہ وہ میرا دوست ہے، جب کہ میرا اور تمھارا بیان ہے کہ اس نام کا میرا کوئی دوست نہیں ہے — اچھا ایک منٹ ٹھہرو۔" یہ کہہ کر وہ بلند آواز میں بولے:

"بیگم — ذرا اِدھر تو آنا۔"

شہناز بیگم لپک کر آئیں:

"جی فرمائیے۔" انھوں نے کہا۔

"میرا کوئی دوست راشد علی نام کا ہے؟"

"جی نہیں تو — میں نے تو یہ نام زندگی میں پہلی بار سُنا ہے — اور اگر اس نام کا کوئی دوست آپ کا ہوتا تو ضرور میں پہلے یہ نام سُن چکی ہوتی — بلکہ بار بار

Scanned by CamScanner

سُن چکی ہوتی ۔ کیونکہ آپ اکثر اپنے دوستوں کی باتیں مجھے بتاتے رہتے ہیں۔" انھوں نے جلدی جلدی کہا۔

"شکریہ! یہی مَیں ظہور سے کہہ رہا تھا ۔ اب تو سُن لیا نا ۔ جاؤ اور جا کر ۔ یہ ۔ یہ تو ہانڈی جلنے کی آواز ۔ سوری ۔ خوشبو آ رہی ہے ۔ ہائیں ظہور کے بچے ۔ کر دیا نا ستیاناس"۔

"سرکار ۔ آپ نے ہی تو بُلایا تھا ۔ مَیں تو وہاں سے ہل بھی نہیں رہا تھا"۔

"اور وُہ تمھاری بیگم صاحبہ ۔ وُہ آخر کس مرض کی دوا ہیں؟" وُہ بولے۔

"استری کی ۔ ہم نے اپنی اپنی ڈیوٹی تقسیم کر رکھی ہے"۔ ظہور مُسکرایا۔

"ارے تو ۔ آنے سے پہلے ہانڈی میں پانی ڈال کر آتے نا"۔ انھوں نے جھنّا کر کہا۔

"اس صُورت میں آپ اس بات پر ناراض ہوتے ۔ کہ آج ہانڈی کیوں نہیں جلائی"۔

"اچھا اب تم جا کر ہانڈی کی خبر لو ۔ مَیں مہمان سے فارغ ہو کر تم سے نبٹوں گا"۔

"ارے باپ رے"۔

ظہور نے باورچی خانے کی طرف دوڑ لگا دی ۔ شہناز بیگم مسکراتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئیں اور خان رحمان نے ڈرائنگ روم کا رُخ کیا ۔ انھوں نے دیکھا ۔ وہاں ایک ادھیڑ عُمر کا آدمی موجود تھا ۔ انھیں دیکھتے ہی فوراً اُٹھا اور چہک کر بولا:

"آہا! میرا دوست ۔ میرا یار ۔ کتنی مدّت بعد دیکھ رہا ہوں"۔

یہ کہہ کر وُہ ہاتھ پھیلائے گرم جوشی کے انداز میں آگے بڑھا ۔

"معاف کیجیے گا ۔ مَیں نے تو آپ کو پہچانا تک نہیں"۔

وُہ زبردستی ان سے لپٹ گیا اور بولا:

"پہچان لیں گے ۔ پہچان لیں گے ۔ ایسی بھی کیا جلدی، پہلے گلے تو مل لیں"۔

"چلیے ۔ مل لیے گلے ۔ اب یہ بتائیے ۔ آپ ہیں کون؟"

"ارے بھئی ۔ راشد علی ۔ حیرت ہے ۔ اس قدر جلد بھول گئے تم مجھے"۔

"دیکھیے ۔ مجھ سے مذاق نہ کریں ۔ اگر آپ کوئی بہروپیے ہیں ۔ تو میں آپ کو ویسے ہی سَو دو سَو روپے دے دیتا ہوں ۔ لیکن اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ مَیں

Scanned by CamScanner

آپ کو دوست مان لوں ۔ تو یہ نہیں ہو سکتا۔"

"دوست تو خیر تمھیں ماننا ہو گا۔" اس نے بُرا مان کر کہا۔

"یہ اچھی زبردستی ہے۔"

"اور یہ آپ نے کیا کہا۔ سو دو سو روپے ۔ تو میں یہاں تم سے سو دو سو روپے لینے کے لیے آیا ہوں ۔ یہ دیکھو میرا بیگ ۔ یہ کپڑوں سے نہیں ۔ ہیروں سے بھرا ہوا ہے ۔ جو میں تمھیں تحفے کے طور پر دینے کے لیے لایا ہوں۔" اس نے جھلّائے ہوئے انداز میں کہا۔

"کیا کہا ۔ ہیروں سے بھرا ہوا بیگ ۔ اور آپ مجھے تحفے کے طور پر دینے کے لیے لائے ہیں ۔ ارے میاں جائیں ۔ کسی اور کو بے وقوف بنائیں ۔ میں ان باتوں میں آنے والا نہیں۔"

"کیسے نہیں آنے والے ۔ تمھارے تو اچھے آئیں گے ۔ تم ابھی یہ اقرار کرو گے کہ میں تمھارا دوست ہوں، لیکن پہلے ذرا یہ تحفہ دیکھ لو۔"

یہ کہہ کر اس نے بیگ کھول دیا ۔ خان رحمان کی آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی ۔ بیگ واقعی ہیروں سے بھرا ہوا تھا۔

"میں سمجھ گیا ۔ یہ شیشے کے ٹکڑے ہیں ۔ ہیروں کی طرز پر تراشے ہوئے۔" خان رحمان بولے۔

"ہیرا ہیرا ہوتا ہے ۔ شیشہ شیشہ۔" اس نے کہا۔

"خیر مجھے کیا ۔ اگر یہ ہیرے بھی ہیں تو میں کیوں لینے لگا آپ سے ۔ آپ میرے دوست نہیں ہیں ۔ اگر دوست ہوتے تو بھی میں اتنے ہیرے ہرگز نہ لیتا آپ سے ۔ آخر میں کیوں لیتا۔" انھوں نے جلے بھنے انداز میں کہا۔

"ہوں ۔ تو تم نہیں مانو گے۔"

"کیا چیز؟" وہ بولے۔

"یہ کہ ہم دونوں آپس میں گہرے دوست ہیں۔"

"میں کوئی پاگل ہوں کہ یہ بات مان لوں۔"

"تو پھر میں دوستی کے ثبوت پیش کروں گا۔"

"اوہو ۔ تو آپ کے پاس دوستی کا ثبوت بھی ہے؟" خان رحمان چونک کر بولے۔

"ہاں۔"

"ذرا دکھانا تو۔"

"پہلے تو یہ تصویر دیکھ لو۔" یہ کہہ کر اس نے جیب سے پرس نکالا، پرس میں سے ایک تصویر نکالی ۔ اس میں

Scanned by CamScanner

راشد علی خان رحمان کے ساتھ کھڑا تھا۔

"یہ کچھ نہیں ۔ صرف کیمرے کی ہیرا پھیری ہے"۔ انھوں نے کہا۔

"خیر کوئی بات نہیں ۔ اب میں تمھیں تمھارا ایک خط دکھاتا ہوں ۔ جو تم نے مجھے لکھا تھا ۔ یہ لو خود پڑھ لو"۔ یہ کہہ کر اس نے جیب سے خط نکال کر ان کی طرف بڑھا دیا۔

خان رحمان نے حیران ہو کر خط کو کھولا ۔ خط پر انھیں اپنی تحریر نظر آئی تو وہ بُری طرح اُچھلے ۔ الفاظ پڑھ کر تو ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی ، لکھا تھا :

"ڈیر راشد علی !

ایسی بھی کیا بے رُخی ۔ آخر ہم بچپن کے دوست ہیں ۔ ایک مدت گزر گئی ۔ اور تم ملنے تک نہیں آئے ۔ تم سے ملنے کے لیے دل بہت بے چین ہے ۔ خدا کے لیے جلد آؤ ۔ اور ہاں ! آتے ہوئے میرے لیے کوئی نادر تحفہ ضرور لیتے آنا ۔ جو کہ تمھاری خاص عادت ہے ۔ میں نے بھی تمھیں دینے کے لیے ایک عدد تحفہ تیار کر رکھا ہے ۔ جب تم اس تحفے کو دیکھو گے تو بس اچھل ہی پڑو

گے ۔ مجھے اُمید ہے ۔ تم جلد از جلد آ کر پُرانی دوستی کی ۔ بچپن کی یادیں ضرور تازہ کرو گے ۔

شکریہ ۔۔۔ فقط تمھارا دوست :

خان رحمان"۔

اُنھوں نے خط کے الفاظ کو بار بار پڑھا ۔ ہر بار ان کی حیرت بڑھتی چلی گئی ، کیونکہ یہ اندازِ تحریر انھی کا تھا ، لیکن اس کے باوجود انھوں نے کہا :

"یہ خط میں نے ہرگز نہیں لکھا"۔

"کیا کہا ۔ یہ خط ۔ تم نے نہیں لکھا ۔ تو کیا میں نے لکھا ہے"۔ راشد علی نے چلّا کر کہا۔

"ہاں ! یہ ڈھونگ ہے ۔ ڈراما ہے ۔ کوئی چکر ہے ۔ میرے خلاف کوئی گھناؤنی اور پیچ دار سازش ہے ۔ یہ خط میں نے نہیں لکھا ، نہ آپ میرے دوست ہیں ۔ راشد علی نام کا میرا کوئی دوست کبھی نہیں رہا ۔ نہ بچپن میں میرا کوئی اس نام کا دوست تھا ۔ نہ مجھے یہ عادت ہے کہ اپنے دوستوں کو لکھوں کہ میرے لیے کوئی نادر تحفہ ضرور لے کر آنا ۔ ہرگز نہیں ، میں ایسی گھٹیا بات کبھی نہیں لکھتا ۔ نہیں لکھ سکتا ۔ نہ آیندہ زندگی میں کبھی کسی کو لکھوں گا ۔ یہ بات آپ لکھ لیں"۔

Scanned by CamScanner

"دیکھو خان رحمان — زیادہ تیز ہونے کی ضرورت نہیں — نہ مجھے دوستی کا ثبوت دینے کی کوئی ضرورت ہے، مَیں تو تمھیں کچھ دینے آیا ہوں، لینے نہیں — مَیں کوئی غریب آدمی بھی نہیں ہوں — جو تم سے قرض مانگنے لگا، مَیں تو خود ہیروں کی کانوں کا مالک ہوں۔"

"کیا کہا — ہیروں کی کانوں کے مالک ہیں آپ؟" خان رحمان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"ہاں! تم تو صرف سونے کی کانوں کے مالک ہو نا — میں ہیروں کی کانوں کا — دُنیا کا مال دار ترین آدمی ہوں۔"

"خیر یہ ہیرے تو سو فیصد جعلی ہیں۔"

"یہ بات تم نے دوسری مرتبہ کہی — اب میری غیرت کا سوال پیدا ہو گیا ہے — اپنے جوہری کو فون کرو۔ اسے یہاں بلاؤ — اگر اس نے ان میں سے کسی ایک ہیرے کو بھی نقلی بتا دیا — تو مَیں اتنے ہی اصلی ہیرے ادا کروں گا — جن کے بارے میں خود تمھارا جوہری تصدیق کرے گا — کہ وُہ اصلی ہیں۔"

"مَیں ضرور فون کروں گا۔" انھوں نے جھلّا کر کہا، پھر بولے:

"اور تمھیں جعل سازی کے جُرم میں پولیس کے حوالے کروں گا۔"

"تو پھر پولیس کو بھی ساتھ ہی بلا لو۔"

"ضرور کیوں نہیں۔" یہ کہہ کر انھوں نے پہلے تو اِنسپکٹر جمشید کے نمبر ملائے — دُوسری طرف سے محمود نے ریسیور اُٹھایا، پھر خان رحمان کی آواز سُن کر چہکا:

"آہا! آپ ہیں انکل — واہ مزا آ گیا۔"

"مزا کس طرح آ گیا؟"

"ہم ابھی ابھی آپ کا ہی ذکر کر رہے تھے۔" محمود نے کہا۔

"اوہو اچھا — میرا ذکر کس طرح نکل آیا۔"

"ذکر نکل آنے کی بھی ایک ہی کہی انکل — ذکر کا کیا ہے — کسی بات پر بھی نکل سکتا ہے۔" محمود ہنسا۔

"ہاں! خیر یہ تو ہے۔" وُہ بولے۔

"ویسے آپ کی اطلاع کے لیے بتائے دیتا ہوں — کہ ذکر کیوں نکل آیا تھا۔"

"پہلے یہ بتاؤ — جمشید کہاں ہے؟"

"ایک دوست کی دعوت میں گئے ہیں۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟" ان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کیوں انکل، ہونے کو اِس دُنیا میں کیا نہیں ہو سکتا۔"

"بھئی ہم تینوں کے مشترکہ دوست ہیں — جہاں اسے

Scanned by CamScanner

بُلایا جائے گا ، وہاں مجھے اور پروفیسر صاحب کو بھی بُلایا جائے گا۔"

"اوہ ! تب پھر ہو سکتا ہے ۔ یہ دعوت کسی سرکاری دوست نے دی ہو۔"

"ہاں ! یہ ہو سکتا ہے ۔ اب بتاؤ ۔ میرا ذکر کیوں کر نکل آیا تھا؟"

"وہ آپ کے دوست راشد علی کا فون ملا تھا نا ہمیں۔"

"کیا !!!"

خان رحمان چلّا اُٹھے ۔

انوکھی شامت

"خیر تو ہے انکل ۔ آپ اس قدر زور سے کیوں چلّائے۔" محمود نے بھی چلّا کر کہا۔

"تم نے کیا کہا ۔ کس نے فون کیا تھا؟" وہ بولے۔

"راشد علی صاحب نے ۔ کہہ رہے تھے ۔ میں خان رحمان کا بچپن کا دوست راشد علی بول رہا ہوں ۔ آج میں ان کے گھر پہنچ رہا ہوں ۔ اُمید ہے ۔ آپ لوگوں سے بھی مُلاقات ہو گی۔"

"تو پھر فوراً آ جاؤ ۔ مُلاقات ہو جائے گی ۔ یہ حضرت آ چکے ہیں ۔ اور ساتھ میں انوکھی شامت بھی لا چکے ہیں۔" انھوں نے جلدی جلدی کہا۔

"انوکھی شامت ۔ کیا مطلب ۔ ویسے تو یہ کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔"

"حیرت ہے ۔ تم فاروق بات کر رہے ہو ۔ ابھی

Scanned by CamScanner

ابھی تو میں نے محمود کی آواز سُنی تھی۔"

"میں محمود ہی ہوں انکل۔" محمود نے فوراً کہا۔

"اچھا خیر۔ تم لوگ فوراً آؤ۔"

"جی بہتر! ہم آ رہے ہیں۔"

"اور بھابھی صاحبہ سے کہ دو۔ جونہی جمشید آئے۔ ادھر بھیج دیں۔"

"جی بہتر۔" دُوسری طرف سے کہا گیا۔

ریسیور رکھ کر خان رحمان اس کی طرف مُڑے:

"ومسٹر! اب تمھارا بندوبست ہو جائے گا۔"

"میرا بندوبست۔ میں سمجھا نہیں دوست۔ تم کیا کہہ رہے ہو۔"

"تم فراڈ ہو۔ دھوکے باز ہو۔ میں تمھاری کسی بات میں آنے والا نہیں۔"

"لیکن یہ بھی تو بتاؤ۔ کہ میں نے اب تک کیا دھوکے بازی کی ہے تم سے۔" اس نے حیران ہو کر کہا۔

خان رحمان چکرا کر رہ گئے۔ واقعی اس نے ابھی تک ان سے کوئی دھوکے بازی نہیں کی تھی۔ ان سے کوئی کسی قسم کا مطالبہ نہیں کیا تھا۔ اُلٹا وہ تو انھیں ہیروں سے بھرا بیگ دے رہا تھا۔

"ارے ہاں! میں جوہری کو فون کرنا تو بھول ہی گیا۔" انھوں نے چونک کر کہا اور پھر رؤف بھائی کے نمبر ملائے۔ جونہی سلسلہ ملا، دُوسری طرف سے بھاری آواز سنائی دی:

رؤف بھائی جیولرز۔"

"اور یہ میں ہوں خان رحمان۔"

"آہا۔ آپ ہیں۔ تو اس کا مطلب ہے۔ آپ کے دوست راشد علی آ چکے ہیں اور اب مجھے ہیرے چیک کرنے کے لیے آنا ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"میں آ رہا ہوں۔" یہ کہہ کر رؤف بھائی نے ریسیور رکھ دیا۔

خان رحمان نے بوکھلا کر اس کی طرف دیکھا:

"کک۔ کہیں میں خواب تو نہیں دیکھ رہا۔ اوہ سمجھا۔ تو تم آنے سے پہلے رؤف بھائی کو بھی فون کر آئے تھے۔"

"ہاں! میں جانتا ہوں۔ تم ہیروں کو چیک کرانے کے لیے انھیں زحمت دو گے۔ لہٰذا میں فون کر آیا تھا، تاکہ وہ پہلے ہی تیار رہیں۔"

"تب وہ تمھارے ساتھ ملا ہوا ہے۔ میں اپنے

Scanned by CamScanner

ایک اور جوہری دوست کو فون کرتا ہوں۔" خان رحمان نے چونک کر کہا۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" اس نے کہا۔

اور پھر خان رحمان نے ایک اور جوہری کو فون کیا، ابھی انھوں نے ریسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بجی:

"ہیلو۔ خان رحمان بات کر رہا ہوں۔" انھوں نے تنگ آئے ہوئے انداز میں کہا۔

"کیا بات ہے خان رحمان۔ آج بہت غصّے میں ہو، حالانکہ آج تو تمھیں بہت خوش ہونا چاہیے۔"

"وہ کس لیے پروفیسر صاحب؟" خان رحمان نے خوش گوار لہجے میں کہا۔

"آج تمھارے بچپن کے دوست راشد علی جو آ رہے ہیں۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"ارے باپ رے۔ تو آپ کو بھی اطلاع ہے۔"

"ہاں! اس نے مجھے فون کیا تھا اور یہاں پہنچنے کی دعوت دی تھی۔"

"تب یہ کوئی بڑا چکر ہے۔" خان رحمان بولے۔

"چکر۔ کیسا چکر۔ کہاں ہے چکر۔ یہ تم کس چکر کی بات کر رہے ہو۔ میرا تو سر چکر کھا گیا ہے۔"

پروفیسر داؤد نے گھبراتے ہوئے انداز میں کہا۔

"راشد علی نام کا میرا کوئی دوست نہیں ہے۔ لہٰذا آپ بھی یہاں آ جائیں، کیونکہ وہ آ چکا ہے۔"

"ہائیں ہائیں! یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ اس نام کا تمھارا کوئی دوست نہیں ہے۔ اور وہ آ بھی چکا ہے اور میں بھی آ جاؤں۔"

"ہاں! اس لیے کہ وہ کوئی فراڈ ہے۔ دھوکے باز ہے۔" انھوں نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ میں پہنچ رہا ہوں۔"

خان رحمان نے ریسیور رکھ کر اس کی طرف دیکھا:

"بہت جلد پانی کا پانی اور دودھ کا دودھ ہونے والا ہے مسٹر۔"

"میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ آخر میں نے دھوکا کیا کیا ہے۔ یہ بھی تو بتائیں۔"

"کیا نہیں۔ لیکن کرنے کا پروگرام ضرور بنا کر آئے ہو۔ آخر میں انسپکٹر جمشید کا ساتھی ہوں۔ دوست ہوں۔ ان کی صحبت میں رہتا ہوں۔"

"تو پھر آپ اپنے دوست انسپکٹر جمشید کو بھی بلا لیں، تاکہ وہ خود یہ تصدیق کر دیں کہ میں آپ کا دوست ہوں۔"

Scanned by CamScanner

راشد علی نے کہا۔

" ہائیں ۔ وہ اس بات کی تصدیق کرے گا۔"

" ہاں کیوں نہیں ۔ جو سچ بات ہو گی ۔ وہ اس کی تائید کریں گے ۔ وہ سچے اور کھرے آدمی ہیں۔"

" بس بس ۔ رہنے دو ۔ مکھن نہ لگاؤ ۔ میں تمھاری چکنی چپڑی باتوں میں آنے والا نہیں۔"

" اچھی بات ہے ۔ اب میں آپ کے دوستوں اور جوہری کے آنے سے پہلے کچھ نہیں کہوں گا۔" راشد علی نے پہلی بار بُرا مان کر کہا۔

" شکریہ!" خان رحمان بولے۔

اور پھر ان کے دروازے کی گھنٹی بجی :

" ظہور ۔ جلدی دیکھو ۔ یہ ضرور محمود ، فاروق اور فرزانہ ہیں۔" خان رحمان نے کہا۔

" ابھی گیا سرکار ۔ اور ابھی آیا۔"

اور پھر ظہور حیرت زدہ سا واپس آیا :

" سرکار ! دروازے پر محمود ، فاروق اور فرزانہ نہیں ہیں، بلکہ ایک اور صاحب ہیں۔"

" وہ کون صاحب ہیں؟"

" اس کا کہنا ہے ۔ اسے آپ سے کچھ کام ہے۔"

" نام کیا بتایا اس نے؟"

" جی ۔ راشد علی۔"

" کیا کہا ۔ راشد علی ۔" خان رحمان چلائے ، پھر حلق پھاڑ کر بولے :

" ایک راشد علی کیا کم تھے کہ اب دوسرے آ گئے ۔ جاؤ انھیں بھی اندر لے آؤ۔"

ظہور گیا اور ایک آدمی کو اندر لے آیا ۔ وہ لمبے سے قد کا ہونق سا آدمی تھا ۔ اس نے اندر داخل ہونے کے بعد خان رحمان کی طرف دوڑ لگا دی :

" میرا دوست ۔ میرے بچپن کا دوست ۔ اُف ۔ کتنے زمانے بعد مل رہے ہیں ہم۔"

" آپ کی تعریف؟" خان رحمان نے بوکھلا کر پیچھے ہٹتے ہوئے کہا ۔

" ہائیں ۔ تم اپنے اور صرف اپنے راشد علی سے کہہ رہے ہو ۔ آپ کی تعریف ۔ کیا ہو گیا ہے خان رحمان ۔ دماغ تو نہیں چل گیا ۔ آنکھوں پر چربی تو نہیں چڑھ گئی ۔ یا پھر نظر کمزور ہو گئی ہے ۔ مم ۔ مگر اس صورت میں تو تمھاری آنکھوں پر عینک نظر آنی چاہیے تھی۔"

" میرا راشد علی نام کا کوئی دوست نہیں ہے۔"

Scanned by CamScanner

"اوہو — یہ تم کیا کر رہے ہو — اور یہ کون صاحب ہیں؟" اس نے دوسرے راشد علی کی طرف دیکھا۔

"یہ بھی اتفاق سے راشد علی ہیں۔"

"ہائیں — کیا کہا — یہ بھی راشد علی ہیں۔" اس نے حیران ہو کر کہا۔

"ان کا بھی یہی دعویٰ ہے کہ یہ میرے بچپن کے دوست راشد علی ہیں۔"

"ارے باپ رے — مم — میرا تو کوئی جڑواں بھائی نہیں تھا — اور پھر اگر ہوتا تو اس کا نام تو کچھ اور ہی ہوتا نا۔" اس نے گھبرا کر کہا۔

پہلے راشد علی نے دُوسرے راشد علی کو حیرت بھری نظروں سے دیکھا — اب وُہ چکرایا چکرایا لگ رہا تھا — آخر اس سے رہا نہ گیا:

"تو آپ راشد علی ہیں؟"

"ہاں بالکل!"

"آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ آپ راشد علی ہیں؟"

"یہ دیکھیے — میرا شناختی کارڈ۔" اس نے کہا اور جھٹ سے شناختی کارڈ نکال کر ان سب کے سامنے ڈال دیا۔

"یہ تو نقلی بھی بن جاتے ہیں۔" اس نے جھلا کر کہا۔

"تو پھر — کیا تم راشد علی ہو؟"

"ہاں! صرف اور صرف میں راشد علی ہوں۔"

"اور تمھارے پاس کیا ثبوت ہے کہ تم راشد علی ہو؟"

"خان رحمان سب سے بڑا ثبوت ہیں۔"

"کیا مطلب؟" خان رحمان نے چلّا کر کہا۔

"تم خود یہ ثبوت دو گے کہ میں راشد علی ہوں اور تمھارا بچپن کا دوست ہوں۔" اس نے کہا۔

"نن — نہیں — یہ نہیں ہو سکتا۔"

"اور یہ میرا دعویٰ ہے کہ تم خود ثبوت مہیا کرو گے۔" اس نے پُرسکون آواز میں کہا۔

"تب پھر یہ کون ہے؟" خان رحمان مسکرائے۔

"یہ — یہ ضرور دھوکے باز ہے — فراڈ ہے — اور کسی چکر میں یہاں آیا ہے — میں تو تمھیں کچھ دینے آیا ہوں۔ ہیروں سے بھرا یہ بیگ — کوئی دوست ہی کسی دوست کو اس قدر قیمتی تحفہ دے سکتا ہے۔"

"شیشے کے ٹکڑوں کو ہیرے نہ کہو — اور پھر میں کوئی لالچی آدمی نہیں ہوں — مجھے تمھارے اس ہیروں کے بیگ سے کوئی دلچسپی نہیں ہے — مجھے دولت سے کوئی پیار نہیں ہے۔"

Scanned by CamScanner

"نہ ہو گا، لیکن دوست کا تحفہ تو تمہیں قبول کرنا پڑے گا۔"

"پہلے تم خود کو دوست تو ثابت کرو۔"

"سب سے پہلے تو جوہری صاحب کا انتظار ہے۔ پہلے ہیرے چیک ہو جائیں۔ تاکہ مجھ پر سے ایک الزام تو دُور ہو۔ کہ میں نقلی ہیرے لے کر آیا ہوں۔"

"ہوں! ٹھیک ہے۔ جوہری صاحب بس آتے ہی ہوں گے۔"

عین اس وقت دروازے کی گھنٹی بجی:

"ظہور دیکھو۔" وہ بولے۔

ظہور نے دوڑ لگا دی۔ دروازہ کھولا تو وہاں محمود، فاروق اور فرزانہ موجود تھے:

"خدا کا شکر ہے۔ آپ لوگ آ گئے۔ یہاں تو عجیب و غریب چکر چل گیا ہے۔"

"تو کیا ہمارے آنے سے وہ عجیب و غریب چکر رک جائے گا؟" فاروق کے لہجے میں حیرت تھی۔

"اس کا امکان ہے۔ آئیے۔"

"اگر اس کا امکان ہے تو ہم آ جاتے ہیں۔" محمود نے مسکرا کر کہا۔

"آ تو ہم چکے ہیں۔ ویسے اندر کون کون موجود ہے؟"

"ایک راشد علی صاحب ہیں۔ دوسرے راشد علی صاحب بھی ہیں۔ پہلے راشد علی صاحب کے پاس ہیروں سے بھرا بیگ ہے۔"

"ارے باپ رے۔ ہیروں کا بیگ۔ یعنی کوئی چھوٹا سا پرس نہیں۔"

"جی نہیں۔ کافی بڑا پرس۔ جس میں آدمی سفر کے لیے کپڑے وغیرہ رکھ لیتا ہے۔"

"اوہ! تب تو اس میں سیکڑوں ہیرے ہوں گے۔"

"جی ہاں بالکل! اس میں کیا شک ہے۔"

"تب پھر۔ سب کے سب سوائے ایک دو کے نقلی ہوں گے۔" فرزانہ نے کہا۔

"یہ آپ نے کیسے کہہ دیا؟" ظہور حیران رہ گیا۔

"زبان سے۔" فرزانہ نے فوراً کہا۔

"کھری بات کہی آپ نے۔" ظہور ہنسا۔

"ویسے انکل قصور۔ اوہ سوری۔ انکل ظہور۔ کیا دونوں راشد علی ہم شکل ہیں؟"

"ارے نہیں۔ شکل صورت کے لحاظ سے تو وہ بالکل ہی نہیں ملتے جلتے۔ صرف نام ان کے ایک ہیں۔"

Scanned by CamScanner

"خیر آئیے ۔ دیکھتے ہیں ، کیا چکر ہے اور کیوں چکر ہے۔"
فاروق مسکرایا۔

"یہ کیا بات ہوئی ۔ کیوں چکر ہے؟"

"بس یہ بات نہ پوچھیں کہ یہ بات کس طرح ہوئی، ہم خود نہیں جانتے کہ بعض باتیں کس طرح ہو جاتی ہیں، ہاں ایک بات ضرور جانتے ہیں۔" فاروق نے کہا۔

"اور وہ کیا؟" ظہور جلدی سے بولا۔

"بس یہ کہ ہو جاتی ہیں۔"

محمود کی ہنسی نکل گئی ۔ اور پھر وہ ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے :

"بھئی واہ ! یہاں تو خوب رونق ہے۔" محمود نے کہا۔

"آؤ بھئی آؤ ۔ اور ذرا جلدی سے تفصیل سُن لو۔"

"جی ضرور ۔ اسی لیے تو آئے ہیں۔"

خان رحمان نے راشد علی کی آمد ۔ اور اس کے دعوے کے بارے میں بتایا ۔ پھر دوسرے راشد علی کی آمد کے بارے میں بتایا اور یہ بھی بتایا کہ جوہری صاحب بھی آ رہے ہیں ۔ اس کے علاوہ باقی تمام باتیں بھی بتا دیں۔

"تو اس میں پریشانی کی کیا بات ہے۔" محمود نے سنجیدہ انداز میں کہا۔

"کیا مطلب ۔ یعنی کہ تمھارے نزدیک اس میں پریشانی کی کوئی بات ہی نہیں ہے۔" خان رحمان نے محمود کو گھورا۔

"جی نہیں ! بالکل نہیں ۔ آپ کو آپ کے یہ دوست ہیروں کا تحفہ دینا چاہتے ہیں نا ۔ آپ یہ تحفہ وصول کر لیں ، یہ ہیرے اصلی ہیں یا نقلی ، آپ کو اس سے کیا غرض ۔ اور مان لیں کہ یہ آپ کے بچپن کے دوست ہیں ۔ چلیے ۔۔ یہ آپ سے خوش ہو جائیں گے اور تھوڑی دیر بعد یا ایک آدھ دن رہ کر رخصت ہو جائیں گے۔"

"لیکن میں اپنی اُلجھن کا کیا کروں گا ۔ یہ بھی تو سوچو ۔ یہ سوال بار بار میرے ذہن میں گونجے گا کہ جب ایک شخص میرا دوست نہیں تو اس نے خود کو دوست ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور کیوں لگایا؟"

"اوہو ۔ آپ خود کو اُلجھن میں مبتلا نہ کریں انکل ۔ اب رہ گئے یہ دوسرے راشد علی ۔ انھوں نے تو شاید ابھی تک یہ بتایا ہی نہیں کہ ان کا کیا مطالبہ ہے۔"

"میں بھی ان کا بچپن کا دوست ہوں ۔ یہ بات ثابت کر سکتا ہوں۔" راشد علی نمبر دو نے مسکرا کر کہا۔

"چلیے ! ہم مان لیتے ہیں۔" فاروق بولا۔

"ہرگز نہیں ۔ کم از کم میں تو نہیں مانوں گا۔"

Scanned by CamScanner

"اوہو۔ ایک منٹ انکل۔" فرزانہ جلدی سے بولی۔

"بس! میں ان کا بچپن کا دوست ہوں۔ اور مدت بعد ملنے کے لیے آیا ہوں۔ لہٰذا ایک دو دن ان کے ہاں ٹھہروں گا اور پھر رخصت چاہوں گا۔ باقی میرے پاس تو اتنے ہیرے تھے نہیں کہ لے کر آتا۔ ہاں! میں ایک چھوٹی سی چیز ضرور پیش کروں گا اور اس چیز کو دیکھ کر یہ اُچھل پڑیں گے۔"

"نہیں! میں نہیں اُچھلوں گا۔" خان رحمان نے بھنّا کر کہا۔

"اچھا چلیے۔ نہ اُچھلیے گا۔ مجھے آپ کو اُچھلوانے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ ہاں! البتہ تھوڑا سا حیران ضرور ہو جائیے گا۔ میرا دل رکھنے کے لیے۔"

"نہیں! میں اتنا بھی نہیں کروں گا۔ یہ تم دونوں کی کوئی ملی بھگت ہے۔ کوئی سازش ہے۔ تم یہ پروگرام باہر طے کرنے کے بعد یہاں آئے ہو۔ اور آنے سے پہلے تم نے میرے دوست احباب کو بھی فون کر دیے۔ اس میں حیرت کی کیا بات رہ گئی۔ حیرت کی بات ہے تو صرف یہ کہ آخر تم چاہتے کیا ہو۔"

"بس۔ کچھ بھی نہیں۔ ملنے کے لیے آیا ہوں میں تو،

یہ کیوں آئے ہیں، اس کے بارے میں مجھے معلوم نہیں۔" راشد علی نمبر ایک نے کہا۔

"اور میں بھی ملنے کے لیے آیا ہوں۔ یہ کیوں آئے ہیں، میں نہیں جانتا۔"

عین اس وقت دروازے کی گھنٹی بجی۔

"شاید رؤف بھائی آ گئے ہیں۔ ظہور دیکھو۔" خان رحمان بولے۔

"دیکھ ہی تو رہا ہوں۔" ظہور نے منہ بنا کر کہا اور چلا گیا۔ جلد ہی وہ ایک بھاری بھرکم اور بہت موٹے آدمی کو ساتھ لیے اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں آبنوس کی بنی ہوئی ایک صندوقچی بھی تھی:

"آئیے رؤف بھائی۔ آپ کو میں نے زحمت دی۔ لیکن معاملہ بہت سنگین تھا۔ اس لیے آپ کو بلائے بغیر کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔"

"کوئی بات نہیں خان صاحب۔ میں تو آپ کا پرانا خادم ہوں۔" اس نے ہانپتے ہوئے کہا۔

آئیے۔ تشریف رکھیے۔ اور ذرا ان ہیروں کا معائنہ کیجیے۔"

"ہیرے۔" اس کے منہ سے نکلا۔

Scanned by CamScanner

"جی ہاں ہیرے ۔ انھیں میرا دوست ہونے کا دعویٰ ہے ۔ اور یہ میرے لیے ہیرے لے کر آئے ہیں ، لیکن میرا خیال ہے کہ اتنے بہت سے ہیرے نقلی تو ہو سکتے ہیں ۔ اصلی نہیں ہو سکتے ۔ اسی لیے آپ کو زحمت دی گئی ہے۔"

"کیا یہ ہیرے آپ کے ہاتھ فروخت کرنا چاہتے ہیں؟" رؤف بھائی نے پوچھا۔

"جی نہیں ۔ بطور تحفہ دینا چاہتے ہیں۔"

"تب پھر آپ کو کیا ۔ جیسے بھی ہیں ، لے لیں۔"

"لیکن ۔ میرا دعویٰ ہے کہ یہ میرے دوست نہیں ہیں، فراڈ ہیں۔"

"اوہ ارے ہائیں۔" رؤف بھائی کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا ۔

محمود ، فاروق اور فرزانہ نے بوکھلا کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا ۔ جیسے کہہ رہے ہوں ۔ یہ ہمارا تکیہ کلام ان حضرت نے کس طرح چرا لیا ۔

"جی ہاں ! ان حالات میں ہیروں کو چیک کرنا بہت ضروری ہے۔"

"اچھی بات ہے ۔ لائیے ۔ چیک کر دیتا ہوں۔"

"ایک منٹ جناب !" ایسے میں محمود قدرے بلند آواز میں بول پڑا ۔

سب نے چونک کر اس کی طرف دیکھا ، پھر خان رحمان بولے :

کیا بات ہے محمود؟

"یہ ضروری نہیں کہ یہ اصلی رؤف بھائی ہوں۔"

"کیا مطلب؟" ان سب کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"اگر راشد علی فراڈ ہیں تو پھر ان کے فراڈ کا دائرہ بہت بڑا ہو گا ۔ انھوں نے ضرور اس بات کا بھی بندوبست کیا ہو گا کہ اصلی جوہری کی بجائے یہاں نقلی جوہری آئے۔"

"نن ۔ نہیں ۔ مم ۔ میں ۔ میں بالکل اصلی ہوں۔" رؤف بھائی نے بوکھلا کر کہا۔

اور ان کی ہنسی نکل گئی ۔

"ہم آپ کے چہرے پر میک اَپ چیک کریں گے ۔ آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں؟"

"اس میں بھلا اعتراض کی کیا بات۔"

انھوں نے اس کے چہرے کو چیک کیا ، لیکن میک اَپ کے آثار بالکل نظر نہ آئے ۔

Scanned by CamScanner

"کم از کم یہ میک اَپ میں تو ہیں نہیں، لیکن ایک دُوسری بات ہو سکتی ہے۔" محمود نے کہا۔

"ایک دُوسری بات ۔ وُہ کیا؟" خان رحمان چونکے۔

"دُوسری بات یہ کہ ان کا اور راشد علی کا اندرونی طور پر خُفیہ معاہدہ ہو گیا ہو۔"

"اُف توبہ! مجھ پر اتنا بڑا الزام۔" رؤف بھائی نے چلّا کر کہا۔

"دیکھیے جناب! ہم نے ایک امکان ظاہر کیا ہے ۔ یہ نہیں کہا کہ ضرور ایسا ہے۔"

"پھر بھی یہ میرے نزدیک الزام ہے۔"

"اچھا رؤف بھائی! میں معافی چاہتا ہوں ۔ آپ ہیرے چیک کریں۔"

"وُہ تو خیر میں کروں گا ۔ ویسے آپ کسی اور جوہری کو بھی بُلا کر چیک کرا سکتے ہیں ۔ چلیے ۔ میں چونکہ خان رحمان کا پُرانا جوہری ہوں ۔ راشد علی مجھ سے کوئی خفیہ سمجھوتہ کر سکتے تھے ۔ شہر کے تمام جوہریوں سے تو سمجھوتہ نہیں کر لیا ہو گا۔" رؤف بھائی نے کہا۔

"ہاں! یہ بھی ٹھیک ہے ۔ ہم کچھ اور جوہریوں سے بھی چیک کرائیں گے۔" انھوں نے کہا۔

اور پھر رؤف بھائی نے ہیروں کا معائنہ شروع کیا۔ ایک ایک ہیرے کو چیک کرتے ہوئے اس کی حیرت میں اضافہ ہوتا چلا گیا ۔ اس کام میں اسے قریباً ایک گھنٹا لگ گیا اور پھر اس نے ایک لمبا سانس کھینچا:

"اُف مالک! یہ تو سب کے سب ہیرے سَو فیصد اصلی ہیں۔"

"کیا!!" ان کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔

"اور اب میرا دعویٰ بھی سن لیں ۔ اس شہر کا تو کیا ۔ دُنیا کے کسی بھی حصّے کا کوئی جوہری بھی اگر ان میں سے ایک ہیرا بھی نقلی ثابت کر دے تو میں یہ کام چھوڑ دوں گا اور اپنی دکان کے تمام ہیرے جواہرات اس کے حوالے کر دوں گا۔"

"اوہ!" وہ سب ساکت رہ گئے۔

کیونکہ اب تک وُہ اس خیال میں تھے کہ یہ تمام ہیرے نقلی ہیں ۔ اور ان سب کا خیال بالکل غلط ثابت ہو گیا تھا:

"تو آپ یہ تمام ہیرے مجھے دینے کے لیے لائے ہیں؟"

"ہاں، لیکن شرط یہ ہے کہ آپ مجھے اپنا دوست تسلیم کر لیں ۔ مان لیں میری یہ بات کہ میں آپ کا بچپن کا دوست ہوں۔"

Scanned by CamScanner

"میں یہ بات کس طرح مان لوں ۔ جب کہ آپ میرے دوست نہیں ہیں۔"

"اور اگر میں ثابت کر دوں تو؟"

"تب بھی نہیں مانوں گا۔"

"جب میں ثبوت پیش کر دوں گا، اس وقت آپ کیوں نہیں مانیں گے۔"

"اس لیے کہ میرا اس دُنیا میں راشد علی نام کا کوئی دوست کبھی نہیں رہا۔"

"تو آخر آپ مجھے ثبوت پیش کرنے کی اجازت کیوں نہیں دیتے۔"

"ٹھیک ہے ۔ پیش کریں ۔ لیکن اتنا سُن لیں ۔ اگر آپ ثبوت پیش کرنے میں کامیاب نہ ہوئے تو میں آپ کو پولیس کے حوالے کر دوں گا۔"

"ٹھیک ہے ۔ میں اس صورت میں کوئی اعتراض نہیں کروں گا۔" اس نے کہا۔

"اچھی بات ہے، ثبوت پیش کریں۔" خان رحمان بولے۔

"ایک منٹ انکل۔" ایسے میں محمود نے چونک کر کہا۔

"اب کیا بات ہے؟"

"یہاں راشد علی نمبر دو بھی موجود ہیں ۔ بعد میں یہ بھی ثبوت پیش کریں گے ۔ لہٰذا انھیں یہاں نہیں رکھنا چاہیے۔"

"تجویز معقول ہے ۔ آپ کیا کہتے ہیں؟" خان رحمان نے راشد علی نمبر دو سے پُوچھا۔

"نہیں ۔ میں ان کے والا ایک ثبوت بھی پیش نہیں کروں گا ۔ میرے پاس اپنے ثبوت ہیں۔" راشد علی نمبر دو نے کہا۔

"تب یہ یہاں رہ سکتے ہیں۔"

"چلیے جناب! پہلے آپ ثبوت پیش کریں۔"

"بچپن میں آپ کو پیار سے ایک عجیب نام سے پکارا جاتا تھا ۔ یہاں میرے علاوہ کوئی ہے ۔ جو اس نام سے واقف ہو ۔ یا پھر آپ ہیں۔"

خان رحمان نے حیران ہو کر اس کی طرف دیکھا، پھر وُہ کھوئے کھوئے انداز میں بولے:

"اور وہ نام کیا تھا بھلا؟"

"نادُو۔"

"کیا!!!" خان رحمان چلّا اُٹھے ۔

Scanned by CamScanner

نیلا ستارہ

چند لمحے سکتے کے عالم میں گزر گئے ۔ ایسے میں فرزانہ نے کہا :

" انکل ! اس میں پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے، ہو سکتا ہے ۔ یہ صاحب اس محلے کے رہنے والے ہوں، جس میں آپ بچپن میں رہا کرتے تھے۔"

" لل ۔ لیکن ۔ اس نام سے مجھے صرف میرے گھر والے پکارتے تھے۔"

" تو کیا ہوا ۔ محلے کا کوئی آدمی ۔ جو آپ کے گھر میں آتا جاتا رہا ہو ۔ اس نام سے واقف ہو سکتا ہے۔"

" ہمارا گھرانہ اس معاملے میں بہت سخت تھا ۔ کوئی غیر آدمی ہمارے گھر میں نہیں آتا تھا۔"

" آپ ۔ آپ کے بچپن کا ایک دوست ۔ کیا وہ بھی نہیں آتا تھا؟"

" ہاں ! میرے بچپن کا ایک دوست ضرور ہمارے گھر آتا تھا۔" وہ بولے۔

" اور وہ بھی اس نام سے واقف تھا؟"

" ہاں ! اس میں شک نہیں کہ وہ اس نام سے واقف تھا۔"

" اور اس دوست کا نام ۔ یعنی بچپن کا نام کومی تھا۔"

" ہاں !" انھوں نے فوراً کہا۔

" اور میں کومی ہوں۔"

" نن ۔ نہیں۔" وہ چلّائے۔

" اب اس میں چلّانے کی کیا بات ہے۔"

" اس لیے کہ آپ کومی نہیں ہو سکتے۔" خان رحمان نے فیصلہ سنایا ۔

" کیوں ۔ کیوں نہیں ہو سکتا؟"

" اس لیے کہ کومی مر گیا تھا ۔ میں نے اسے ایک ٹرک کے نیچے آتے اور مرتے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔"

" میں ٹرک کے نیچے نہیں آیا تھا ۔ وہ کوئی اور تھا ۔ ہمارے گھر سے میرے کپڑے اور دوسری چیزیں چرا لی گئی تھیں ، غالباً وہ چور کا بیٹا تھا ۔ میرے کپڑے پہن کر چلا جا رہا تھا کہ ٹرک کے نیچے آ گیا۔"

" اگر وہ آپ نہیں تھے ۔ تو پھر اس دن کے بعد کومی

Scanned by CamScanner

اپنے گھر کیوں نہیں آیا؟

"اسے اغوا کر لیا گیا تھا۔ جب کہ والدین یہ خیال کر بیٹھے کہ ان کا بیٹا ٹرک کے نیچے آ کر مر گیا، اس کی لاش بُری طرح کچلی گئی تھی۔"

"تب پھر اس روز شہر میں کسی دُوسرے بچے کی گم شدگی کی خبر تو چھپی ہو گی نا۔ چور کا بیٹا بھی تو غائب ہوا تھا۔"

"ہاں! ایسا ضرور ہوا ہو گا۔" راشد علی نمبر ایک نے کہا۔

"اگر ہم یہ بات مان بھی لیں۔ تب بھی آپ کے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ آپ وہی کُومی ہیں۔" محمود نے کہا۔

"میرے پاس کُومی کے بچپن کی تصویر ہے۔ اس کے ساتھ خان رحمان کے بچپن کی تصویر بھی ہے۔ ہم دونوں نے وُہ تصویر محلّے میں آنے والے فوٹو گرافر سے کھنچوائی تھی۔"

"ہاں! مجھے یاد آ رہا ہے۔" خان رحمان نے سرسراتی آواز میں کہا۔

"انکل۔ خبردار۔ آپ ان کے جال میں پھنستے جا رہے ہیں۔" فرزانہ بولی۔

"اوہ!" وُہ دھک سے رہ گئے، پھر بولے:

"پھر میں کیا کروں؟"

"کر تو فی الحال آپ کچھ بھی نہیں سکتے۔ آپ نے خود ثبوت پیش کرنے کی دعوت دی ہے۔"

"یہ لیجیے۔ یہ رہی وُہ یادگار تصویر۔ اب کریں انکار۔ یہ آپ کی اور کُومی کی تصویر نہیں ہے۔"

یہ کہہ کر اس نے جیب سے ایک پرس نکالا۔ اس میں سے ایک تصویر پوسٹ کارڈ سائز کی نکالی اور ان کے سامنے کر دی۔

"میرے خدا! یہ تو واقعی وُہ تصویر ہے۔ جو ہم نے کھنچوائی تھی۔" خان رحمان کانپ گئے۔

"لیکن یہ بھی اس بات کا کوئی ثبوت نہیں۔ کہ یہ وُہی کُومی ہیں۔ ہو سکتا ہے، یہ تصویر ان کے ہاتھ لگ گئی ہو اور اب یہ اس کے بل پر خود کو کُومی ثابت کر رہے ہوں۔"

"لیکن یہ بھی تو سوچیں۔ کہ مجھے ایسا کر کے کیا مل جائے گا۔ میں کچھ بھی لینے نہیں آیا۔ میں تو صرف ملنے آیا ہوں۔ اگر کہتے ہیں تو چلا جاتا ہوں۔"

"اور یہ اتنے ہیرے آپ کے پاس کہاں سے آ گئے؟" فرزانہ نے پوچھا۔

"یہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔" اس نے منہ بنا کر کہا۔

Scanned by CamScanner

"ابھی ثبوت مکمل نہیں ہوا — ہم کہتے ہیں کہ یہ تصویر آپ کے ہاتھ لگ گئی — آگے چلیے۔" محمود نے کہا۔

"بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ پیچھے چلیے — اس لیے کہ یہ ماضی کی کہانی سنا رہے ہیں۔" فاروق بولا۔

"اچھا تم تو چپ رہو۔"

عین اس وقت دروازے کی گھنٹی بجی — انداز پروفیسر داؤد کا تھا —

"ہم ابھی انکل کو لے کر آتے ہیں۔" محمود نے کہا اور تینوں نے دوڑ لگا دی — جونہی دروازہ کھلا، السلام علیکم کی آوازیں گونجیں:

"خیر تو ہے بھئی — یہاں آخر کیا ہو رہا ہے؟"

"بچپن کی یادیں تازہ ہو رہی ہیں۔"

"اوہو! یہ تو بہت اچھی بات ہے — میں بھی بچپن کی یادیں تازہ کرنا بہت پسند کرتا ہوں۔"

"تو پھر آپ بھی چلیے۔"

"لیکن وہ — کسی راشد علی نے جو مجھے فون کیا تھا — وہ کیا چکر تھا؟"

"اندر چل کر آپ کو سب بتاتے ہیں۔"

وہ انھیں اندر لے آئے — خان رحمان ان سے بہت

گرم جوشی سے ملے، پھر انھیں بھی تفصیل سنائی گئی —

"اوہ! تو اب یہ ثبوت پیش کر رہے ہیں۔"

"ہاں انکل۔"

"کیا میں بھی ان ہیروں کو چیک کر سکتا ہوں؟"

"ضرور پروفیسر صاحب — کیوں نہیں۔"

"میں ذرا اور طریقوں سے چیک کروں گا۔"

"تب پھر پہلے آپ یہ کام کر لیں — میں بقیہ ثبوت پھر پیش کروں گا۔"

پروفیسر داؤد نے ایک ہیرا لیا — اپنے بیگ میں سے ایک بوتل نکالی — اس میں نیلے رنگ کا کوئی سیال تھا، وہ ہیرا انھوں نے اس سیال میں ڈال دیا — اور بوتل کا ڈھکنا لگا دیا:

"صرف تین منٹ بعد یہ معلوم ہو جائے گا کہ ہیرا اصلی ہے یا نقلی۔"

"میرا دعویٰ غلط ثابت نہیں ہو سکتا۔" رؤف بھائی نے کہا۔

"آپ اپنے طریقے سے چیک کرتے ہیں — میرا ذرا سائنسی طریقہ ہے۔"

"اب پتا کس طرح چلے گا آپ کو کہ ہیرا اصلی ہے یا نقلی؟"

Scanned by CamScanner

"اس محلول سے نکلنے کے بعد اگر یہ اپنی چمک دمک کھو بیٹھا تو نقلی، ورنہ اصلی۔"

آخر تین منٹ بعد انھوں نے چمٹی سے پکڑ کر ہیرا نکالا اور ٹشو پیپرز کے ذریعے خشک کیا۔ اس کی چمک دمک وُہی تھی۔

"یہ ہیرے تو اصلی ہیں خان رحمان۔"

"چلیے مان لیا۔ اب اپنا ثبوت شروع کریں بھئی۔"

"آپ نے اپنے دوست کُومی کو ایک بار ایک انگوٹھی دی تھی اور کہا تھا۔ یہ انگوٹھی ہمیشہ اپنے پاس رکھنا۔ اسے کبھی گم نہ کرنا۔ کیا آپ اس انگوٹھی کو اب بھی پہچان لیں گے۔ اس پر NK کھدا ہوا تھا۔"

"ہاں! مجھے یاد ہے۔"

"تو پھر یہ دیکھیں۔" یہ کہہ کر اس نے جیب سے انگوٹھی نکال کر دکھائی۔

"اُف مالک۔ یہ تو بالکل وُہی انگوٹھی ہے۔"

"انکل! آپ پھر ان کے جال میں آ رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے۔ بے چارہ کُومی انگوٹھی کو سنبھال کر نہ رکھ سکا ہو۔ خود ان کا یہ کہنا ہے کہ انھیں اغوا کر لیا گیا تھا۔ تو اس صورت میں کیا انگوٹھی ان کے پاس رہنے

دی گئی ہو گی۔"

"ہاں! اس لیے کہ وہ کوئی سونے کی انگوٹھی نہیں تھی۔ پیتل کی تھی عام سی۔" راشد علی نے کہا۔

"ہمارے حساب سے تو یہ ثبوت بھی کوئی مکمّل ثبوت نہیں بنتا۔" فرزانہ نے کہا۔

"پروا نہیں۔ میں اور ثبوت پیش کروں گا۔" اس نے کہا۔

"ضرور کیوں نہیں۔"

"اب جو ثبوت سامنے لا رہا ہوں۔ اس ثبوت کو آپ تینوں نہیں جھٹلا سکیں گے۔ یہ میرا دعویٰ ہے۔"

"اچھا۔ تو کریں پھر پیش۔"

"اور میری طرف سے یہ ثبوت آخری ہو گا۔ اس کے بعد بھی اگر میری دل شکنی کی گئی تو میں یہ ہیروں کا بیگ اٹھا کر چل دوں گا اور خیال کر لوں گا۔ بچپن کی دوستی ختم ہو گئی۔" اس نے جذباتی آواز میں کہا۔

"اچھا اچھا۔ دکھائیں ثبوت۔"

"بچپن میں ہم نے ایک کوشش کی تھی۔ اس بات کی کہ ہم مرتے دم تک دوست رہیں گے۔ اور کبھی بچھڑ گئے تو بھی زندگی کے کسی موڑ پر ہم ایک دُوسرے کو پہچان سکیں۔ بھلا وُہ کیا طریقہ اختیار کیا تھا ہم نے؟" اس

Scanned by CamScanner

نے کہا۔

"ہمارے محلے کے باہر ایک شخص بیٹھتا تھا۔ وُہ جلد پر کوئی نشان بنا دیتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ وُہ نشان زندگی بھر نہیں مٹے گا۔ لہٰذا ایک دن ہم دونوں نے جا کر اپنے کندھوں کے پیچھے ایک ایک ستارہ اس سے بنوایا تھا۔ نیلے رنگ کے وُہ دونوں ستارے بالکل ایک جیسے بنائے تھے اس نے۔" خان رحمان نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"تو پھر یہ دیکھو خان رحمان۔ آنکھیں کھول کر دیکھو۔ اور اب جھٹلا کر دکھاؤ اس ثبوت کو۔" اس نے پُرزور انداز میں کہا۔

ان سب نے اس نیلے ستارے کو اس کے کندھے پر دیکھا، پھر خان رحمان نے اپنے کندھے پر سے کپڑا ہٹا دیا۔ وہاں بھی بالکل ویسا ہی ستارہ موجود تھا:

"بس دوست بس۔ تم واقعی کُومی ہو۔" خان رحمان چلّا اُٹھے۔

"ایک منٹ انکل۔ آپ جال میں آ چکے ہیں۔" فرزانہ چلّائی۔

"کیوں! اب کیا رہ گیا ہے۔ یقین نہ کرنے کے لیے" وُہ بولے۔

"یہ بھی تو سوچیں۔ اگر کسی شخص کو یہ تمام باتیں معلوم

ہوں تو وُہ اپنے کندھے پر ایسا نیلا ستارہ بنوا سکتا ہے۔"

"اور یہ تصویر اور یہ انگوٹھی۔ یہ وُہ کہاں سے لائے گا۔" اس نے جھلّا کر کہا۔

"کُومی کو اغوا کر لیا گیا تھا۔ اغوا کرنے والوں نے اس کے سارے حالات معلوم کیے ہوں گے، ہو سکتا ہے۔ اب اغوا کرنے والا آپ کے خلاف کوئی سازش کا پروگرام بنا کر آیا ہو۔"

"ہوں۔ خیر۔ ہم اس پہلو پر بھی غور کریں گے۔ فی الحال تو ہم انھیں راشد علی مان لیتے ہیں۔" خان رحمان بولے۔

"تو کیا۔ کُومی کا اصل نام راشد علی تھا؟"

"ہاں! یہی بات ہے۔"

"ٹھیک ہے۔ یہ بات تو ہو گئی طے۔ انھوں نے خود کو بڑی حد تک راشد علی ثابت کر دیا ہے۔ اب آپ ان کا یہ تحفہ قبول کر لیں۔ رہ گئے۔ راشد علی نمبر دو۔ مسٹر۔ اب اس معاملے میں آپ کی کیا گنجائش رہ گئی۔ لہٰذا آپ تو چلتے پھرتے نظر آئیں۔"

"تو کیا۔ میں۔ میرا مطلب ہے۔ آپ لوگ مجھے موقع نہیں دیں گے؟" اس نے پرسکون آواز میں کہا۔

"کیا مطلب۔ کس بات کا موقع۔"

Scanned by CamScanner

"اس بات کا۔ کہ میں اصلی راشد علی ہوں اور یہ نقلی۔"

"اوہو۔ تو آپ کے پاس بھی اس سلسلے میں کوئی ثبوت ہے؟"

"ہاں بالکل!"

"ٹھیک ہے جناب۔ آپ بھی ثبوت پیش کریں۔" خان رحمان نے کہا۔

"پہلے تو ذرا آپ میرا کندھا ہی دیکھ لیں۔"

یہ کہہ کر اس نے اپنے کندھے سے کپڑا الٹ دیا۔ ان سب نے دیکھا۔ وہاں بھی ایک عدد ویسا ہی نیلا ستارہ موجود تھا۔ اب تو مارے حیرت کے ان کا بُرا حال ہو گیا۔

قمیص سرکائیے

"اُف خُدا! اب کیا کریں۔ یہ تو ان صاحب نے بھی خود کو راشد علی ثابت کر دیا۔" خان رحمان نے بوکھلا کر کہا۔

"ابھی نہیں انکل!" محمود نے بُرا سا منہ بنایا۔

"کیا مطلب؟" وُہ چونکے۔

"اب ہم یہ دیکھیں گے کہ ان میں سے اصلی نشان کون سا ہے اور نقلی کون سا۔ میرا مطلب ہے۔ اصلی تو وہ ہو گا جو پچاس سال پہلے گدوایا گیا ہو گا۔ اور جو آج کل میں اس فراڈ کے سلسلے میں گدوایا گیا ہے، وُہ نقلی ہو گا۔" محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"لیکن اس بات کا پتا کس طرح چلے گا کہ کون سا نشان اصلی ہے اور کون سا نقلی؟"

"اس کے لیے ہمیں یہ نشانات گودنے والے ایک ماہر کو یہاں بُلانا ہو گا۔"

Scanned by CamScanner

"اور ایسا ماہر ہم کہاں سے لائیں؟"

"یہ کوئی مشکل بات نہیں ۔ ہر قسم کے ماہرین سے ہمیں ہر وقت کام پڑتا رہتا ہے ۔ میں ابھی ایک فون کروں گا اور ماہر یہاں آ جائے گا۔"

"اس سے اچھی بات بھلا کیا ہو سکتی ہے۔"

محمود نے انسپکٹر جمشید کے ایک دوست، اس چیز کے ماہر پروفیسر گرمانی کو فون کیا ۔ اور پتا بتا کر ریسیور رکھ دیا:

"یہ کیا ۔ تم نے انھیں کوئی پیغام تو دیا ہی نہیں۔"

خان رحمان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"بس! آپ دیکھتے جائیں۔" محمود مسکرایا۔

آخر بیس منٹ بعد ایک ادھیڑ عمر کے آدمی اندر داخل ہوئے اور علیک سلیک کے بعد بولے:

"فرمائیے! میں کیا خدمت کر سکتا ہوں۔"

محمود نے جلدی جلدی صورتِ حال بتائی، پھر بولا:

"اب آپ ان دونوں نشانات کو دیکھ کر یہ فیصلہ دیں کہ ان میں سے اصلی کون سا ہے اور نقلی کون سا۔"

"ہوں! اچھا ۔ آپ قمیص سرکائیے۔" انھوں نے پہلے راشد علی سے کہا۔

"یہ لیجیے ۔ سرکا دی۔" اس نے کہا اور قمیص سرکا دی۔

پروفیسر گرمانی اس نشان پر جھک گئے ۔ پہلے بغور اس کا معائنہ کیا، پھر روئی کے ذریعے چند سیال چیزیں لگائیں ۔ پھر بولے:

"یہ نشان کچھ پرانا لگتا ہے، لیکن کتنا پرانا ہے ۔ یہ میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔"

"کیوں انکل ۔ آپ تو اس قسم کے نشانات کے بہت ماہر ہیں۔"

"ہاں! ماہر ہوں ۔ لیکن یہ مہارت بعض اوقات دھری کی دھری بھی رہ جاتی ہے۔"

"وہ کیوں؟" کئی آوازیں ابھریں۔

"اس لیے کہ آج کل فراڈ کے انوکھے طریقے ایجاد ہو گئے ہیں ۔ اس قسم کے نشانات بنائے جا سکتے ہیں، جن کے بارے میں کوئی اندازہ نہ لگایا جا سکے۔"

"تب تو ہم کسی نتیجے پر نہیں پہنچ سکیں گے۔"

"میں اتنا تو ضرور بتا سکوں گا کہ ان میں سے پرانا کون سا ہے، نیا کون سا۔"

"بہت بہتر ۔ چلیے، اتنا ہی بتا دیں۔"

اب وہ دوسرے راشد علی کے کندھے پر جھک گئے ۔ وہاں بھی انھوں نے اپنا کام کیا اور آخر بولے:

Scanned by CamScanner

"ان کا نشان نیا ہے، یعنی اس پہلے نشان کے مقابلے میں نیا۔"

"اور کم از کم اب یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ یہ ضرور فراڈ ہیں۔" محمود نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔

"نہیں! میں فراڈ ہرگز نہیں ہوں۔ ان کے حساب میں غلطی ہو سکتی ہے۔ میرا یہ نشان بچپن کا ہے اور میں اس بات کا ثبوت دے سکتا ہوں۔ خود خان رحمان اس بات کی گواہی دیں گے۔"

"کک۔ کس بات کی؟" وہ گھبرا کر بولے۔

"کہ میں ہی اصلی راشد علی ہوں۔"

"ضرور کیوں نہیں۔ دلوائیں مجھ سے گواہی۔"

"تو پھر سُنیے۔ کیا بچپن میں آپ گورنمنٹ ماڈل سکول میں نہیں پڑھتے تھے؟"

"ہاں بالکل۔ بالکل پڑھتا تھا۔" خان رحمان چونک کر بولے۔

"اور وہاں آپ کا ایک پانچویں جماعت کا کلاس فیلو تھا۔ راشو۔ راشو۔ کہہ کر پکارتے تھے سب اسے۔"

"نہیں۔ کچھ یاد نہیں آ رہا۔" خان رحمان نے اپنی کنپٹی کو مسلا۔

"میں اور یاد کراتا ہوں۔ پریشان نہ ہوں۔ ایک

دن اُستاد صاحب نے ہماری دوڑ لگوائی تھی۔ اس دوڑ میں تم اوّل آئے تھے اور میں دوم۔"

"مجھے یاد نہیں آ رہا۔" خان رحمان بولے۔

"آ جائے گا یاد۔ میری باتیں سُنتے جائیے۔ سُنتے جائیے۔ ایک مرتبہ پانچویں جماعت میں میرے بازو پر چوٹ لگ گئی تھی۔ وہ تم ہی تو تھے جو دوڑ کر ڈاکٹر کو بلا کر لائے تھے۔"

"مجھے یاد نہیں آ رہا۔"

"اب میں جس بات کا ذکر کروں گا۔ وہ آپ کو ضرور یاد آئے گی، کیونکہ اس کا تعلق آپ کی اپنی ذات سے ہے۔ اب سُنیے۔ آپ کے والد رائے بہادر خان۔ ایک دن کلاس میں آئے تھے۔ سارا سکول ان کے گرد جمع ہو گیا تھا۔ اور انھوں نے سکول کے بچّوں میں انعامات تقسیم کیے تھے، لیکن آپ کو کوئی انعام نہیں دیا تھا تو آپ اپنے والد سے ناراض ہو گئے تھے۔ اس پر وہ بہت ہنسے تھے اور کہا تھا کہ تم تو ان کے بیٹے ہو۔ تمھیں تو کوئی اور انعام دے گا تو اچھا لگے گا نا۔ کہیے۔ کیا یہ بات بھی آپ کو یاد نہیں؟"

"ہاں! یہ تو بہت اچھی طرح یاد ہے۔" خان رحمان نے

Scanned by CamScanner

کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"تب پھر۔ اب مجھے اصلی راشد علی مان لیں۔"

"آخر یہ چکر کیا ہے۔ آپ دونوں کو آج اچانک اپنے آپ کو راشد علی ثابت کرنے کی کیا ضرورت پیش آ گئی۔"

"میں چاہتا ہوں۔ یہ فراڈ شخص انھیں نہ ٹھگ سکے۔" راشد علی نمبر دو نے کہا۔

"تو کیا۔ ان کا مجھے ٹھگنے کا ارادہ ہے، لیکن یہ تو ہیروں کا بہت بڑا بیگ لے کر آئے ہیں، میرے لیے۔ یہ بھلا مجھے کس طرح ٹھگ سکتے ہیں؟"

"آپ آج کل کے ٹھگوں کے طریقوں سے واقف نہیں ہیں۔ وہ ایسا چکر چلاتے ہیں کہ آدمی کا دماغ گھوم جاتا ہے۔"

"جب کہ ٹھگ آپ خود ہیں۔ میں ابھی ابھی ثابت کر چکا ہوں کہ راشد علی میں ہوں"

"یہ تو میں نے بھی ثابت کر دیا ہے۔"

"اچھا جناب۔ جھگڑا ختم۔ آپ دونوں راشد علی ہیں۔" فاروق نے جھلا کر کہا۔

"کیا مطلب۔ یہ کیا بات ہوئی۔ ہم دونوں راشد علی کیونکر ہو سکتے ہیں۔ ہاں ہم میں سے ایک ضرور ہو سکتا ہے۔"

"بس ہم مان لیتے ہیں۔ جب اس بات کا کوئی فیصلہ

ہو ہی نہیں رہا۔ تو ہم دونوں کو راشد علی مان لیتے ہیں۔ انکل! آپ ہیروں کا یہ بیگ قبول کر لیں۔"

"مم۔ میں قبول کر لوں۔" وہ بوکھلا اٹھے۔

"ہاں! قبول کر لیں۔ بس میں جو کہہ رہا ہوں۔" فاروق نے کہا۔

"اچھی بات ہے۔ تم کہتے ہو تو قبول کر لیتا ہوں۔"

"اور اسے اپنے سیف میں رکھ دیں۔ ان دونوں کو الگ الگ کمرے دے دیں۔"

"اچھی بات ہے۔ ظہور۔ یہ کام کرو۔"

"جی بہتر!" یہ کہہ کر ظہور کمرے سے نکل گیا۔

"تو کیا اب ہم لوگ جا سکتے ہیں؟" جوہری نے کہا۔

"ہاں آپ جا سکتے ہیں۔ جو وقت آپ کا صرف ہوا، اس کا بل بھیج دیجیے گا۔"

"بہت بہت شکریہ خان صاحب۔" جوہری نے کہا اور چلا گیا۔

"پروفیسر انکل۔ آپ کو بھی ہم نے زحمت دی۔"

"میں سمجھ گیا۔ اب آپ چاہتے ہیں۔ میں بھی رخصت ہو جاؤں۔ یہی بات ہے نا؟"

"جی نہیں، ایسی کوئی بات نہیں۔" محمود بولا۔

Scanned by CamScanner

تھوڑی دیر بعد ظہور نے آکر بتایا کہ دو کمرے تیار کر دیے گئے ہیں۔

"ٹھیک ہے۔ انھیں ایک ایک کمرہ دے دیں۔"

ظہور کے ساتھ وہ دونوں اُٹھ کر چلے گئے۔ اب وہاں صرف محمود، فاروق، فرزانہ، خان رحمان اور پروفیسر داؤد رہ گئے۔

"اُف مالک۔ یہ سب کیا ہے؟"

"آپ فکر نہ کریں انکل! ہم بہت جلد معاملے کی تہ تک پہنچ جائیں گے۔"

"لیکن کیسے۔ آخر یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟"

"بہت جلد معلوم ہو جائے گا۔ آپ پریشان نہ ہوں۔"

"اور ان ہیروں کا کیا کروں۔ کیا واقعی ان کو سیف میں رکھ دوں؟"

"ہاں! یہ تو کرنا ہوگا۔ اس لیے کہ یہ واقعی ہیرے ہیں، شیشے کے ٹکڑے نہیں ہیں۔"

"حیرت ہے۔ اس شخص کے پاس اتنے ہیرے کہاں سے آئے۔"

"اس بات کا سُراغ ہم لگا لیں گے۔ اب آپ آرام کریں۔ ہم اپنا کام جاری رکھیں گے۔"

"کک۔ کون سا کام؟"

"ان دونوں کو فراڈ ثابت کرنے کا۔"

"تت۔ تو تمھارے خیال میں یہ دونوں فراڈ ہیں؟"

"ہاں! شاید۔ ایسا ہی ہے۔"

"کوئی فراڈ اتنے ہیرے بھی ساتھ لے کر پھرتا ہے۔"

"فراڈ کرنے والے نہ جانے کیا کیا پاپڑ بیلتے ہیں، تب جا کر کامیاب ہوتے ہیں۔"

"لیکن جمشید ابھی تک کیوں نہیں آئے؟"

"ایک منٹ۔ میں فون کرتا ہوں۔" محمود یہ کہہ کر فون کی طرف بڑھا۔

"اس کے آنے پر یہ مسئلہ فوراً حل ہو سکتا ہے۔"

"ہاں شاید۔ لیکن ضروری نہیں کہ فوراً حل ہو جائے۔ ہو سکتا ہے، ان کے آنے کے بعد بھی معاملہ سُلجھ نہ سکے۔ کیونکہ ہمیں تو کافی پیچیدہ نظر آ رہا ہے۔"

"خیر۔ دیکھا جائے گا۔ وہ آئے تو سہی۔"

عین اُس وقت سلسلہ مل گیا۔ دُوسری طرف سے ان کی امّی جان نے بتایا:

"وہ ابھی تک نہیں لوٹے۔ جونہی آئے، میں اُدھر بھیج دوں گی۔"

Scanned by CamScanner

"اچھی بات ہے امّی جان۔"

جونہی محمود نے ریسیور رکھا۔ دروازے کی گھنٹی بجی:

"اوہو۔ یہ اب اور کون آگیا۔" خان رحمان نے جھلّا کر کہا۔

"ہم دیکھیں گے۔ ظہور انکل نہیں جائیں گے۔" محمود بولا۔

ظہور چونک کر رک گیا۔ اور محمود تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ محمود نے دیکھا۔ وہاں ایک نوجوان آدمی کھڑا مسکرا رہا تھا:

"خان رحمان کا گھر ہے نا؟"

"جی ہاں! فرمائیے۔"

"مجھے چارلی کہتے ہیں۔" وہ اتنا کہہ کر رک گیا۔

"اچھا تو پھر؟" وہ چونکا۔

"خان رحمان سے ملنا ہے۔"

"آپ کو ان سے کیا کام ہے؟" محمود نے کہا۔

"کیوں! آپ یہ کیوں پوچھ رہے ہیں؟" اس نے کہا، پھر بولا:

"یہاں بہت جلد پولیس کا چھاپہ پڑنے والا ہے۔"

"کیا مطلب؟" محمود زور سے اُچھلا۔

"ہاں! میں پولیس میں ملازم ہوں۔ خان رحمان سے پرانی واقفیت ہے، لہٰذا میں وقت سے کچھ پہلے ہی اطلاع دینے آگیا۔"

"آپ فون بھی تو کر سکتے تھے؟"

"نہیں۔ فون کرنا بہت خطرناک تھا۔"

"آئیے۔" محمود نے کہا اور اسے لیے اندر آگیا۔

"اوہو۔ چارلی صاحب۔ کیسے کیسے آنا ہوا؟"

"ہوشیار ہو جائیں۔ آپ کے گھر پر چند منٹ بعد پولیس کا چھاپہ پڑنے والا ہے۔"

"یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔" وہ بوکھلا اُٹھے۔

"گھبرانے کی ضرورت نہیں انکل۔"

"میں تو چلتا ہوں۔ کسی نے دیکھ لیا تو میری تو نوکری گئی۔" یہ کہہ کر چارلی چلا گیا۔

"اب کیا کریں؟"

"صبر۔" فاروق نے کہا۔

عین اس وقت کسی نے زور سے دروازہ دھڑ دھڑایا۔

Scanned by CamScanner

"وُہ چور ہیں یا نہیں ۔ یہ فیصلہ کرنا عدالت کا کام ہے ۔ ہمیں تو صرف یہ حکم ملا ہے کہ گھر کی تلاشی لینا ہے اور بس۔"

"وارنٹ دکھائیں۔" محمود نے سرد اور خشک لہجے میں کہا۔

پولیس آفیسر نے وارنٹ نکال کر دکھا دیے ۔

"پہلے اندر آ کر ساری بات سُن لیں۔" محمود نے کہا۔

"افسوس ! ساری بات سُننے کے بعد بھی ہمیں تلاشی تو لینا ہی پڑے گی ۔ کیونکہ احکامات یہی ہیں۔"

"اچھی بات ہے ۔ آپ آئیے ۔ ہم ہیرے خود ہی آپ کو نکال کر دے دیتے ہیں ۔ لیکن معلوم تو ہو ۔ الزام کیا ہے ؟"

"بس خان رحمان پر کروڑوں روپے کی چوری کا الزام ہے۔"

"اور چوری کی رپورٹ کس نے درج کروائی ہے ؟"

"خان آف سونا گڑھ۔"

"کیا ۔ یہ کون صاحب ہیں ؟"

"ایک ریاست کے والی ۔ ان کی ریاست کے تمام ہیرے ایک تجوری میں بند تھے ، لیکن اب وُہ وہاں نہیں ہیں۔"

"تو اس سے یہ کس طرح ثابت ہو گیا کہ خان رحمان چور ہیں۔"

"خان آف سونا گڑھ کے ہاں سے ایک کارڈ ملا ۔ وُہ

ثبوت

اُنھوں نے ایک دُوسرے کی طرف دیکھا ۔

"آخر پولیس میرے گھر پر کیوں آنے لگی ۔ کیا میں کوئی چور ہوں ، جرائم پیشہ ہوں۔" خان رحمان نے بھنّا کر کہا۔

"دیکھتے ہیں انکل ۔ آپ پریشان نہ ہوں۔"

اب تینوں دروازے پر پہنچے ۔ خان رحمان کو انھوں نے وہیں ٹھہرنے کا اشارہ کیا تھا ۔ جُونہی محمود نے دروازہ کھولا ۔ باہر پولیس ہی پولیس نظر آئی ۔

"خان رحمان کہاں ہیں ۔ ہمیں اس گھر کی تلاشی لینا ہے۔"

"لیکن کیوں ! الزام کیا ہے اور کیا آپ کے پاس تلاشی لینے کے وارنٹ ہیں ؟"

"ہاں بالکل ! ان پر کروڑوں روپے کے ہیرے چرانے کا الزام ہے۔"

"غلط ۔ بالکل غلط ۔ خان رحمان چور نہیں ہیں۔" محمود نے کہا۔

Scanned by CamScanner

ملاقاتی کارڈ خان رحمان کا ہے ۔ غالباً چوری کے وقت وہاں گر گیا ہوگا۔"

"کیا وہاں سے انگلیوں کے نشانات اُٹھائے گئے تھے؟"

"ہاں ! ملے نہیں ۔ غالباً ہاتھوں پر دستانے چڑھا کر یہ کام کیا گیا تھا۔"

"ہوں ! لیکن کارڈ تو ان کا کوئی بھی وہاں پھینک سکتا ہے ۔ اور پھر کارڈ تو خود چھپوایا بھی جا سکتا ہے ۔ اتنی سی بات کی بنیاد پر شہر کے معزز آدمی کو گرفتار کرنا تو غلط ہے۔"

"ہم آپ کو بتا چکے ہیں ۔ یہ کام ہماری مرضی سے نہیں ہو رہا ، ہم تو صرف آرڈر کی تعمیل کر رہے ہیں۔"

"خیر آئیے۔"

وہ پولیس کو اندر لے آئے ۔ خان رحمان کو ساری بات بتائی گئی تو وہ ذرا بھی پریشان نہ ہوئے ۔ انھوں نے فوراً اپنے وکیل کو فون کیا ۔ وکیل صاحب چند منٹ میں ہی وہاں پہنچ گئے ۔ ان کے پاس اعلیٰ عدالت کا ایک حکم تھا ۔ حکم یہ تھا کہ خان رحمان کی ضمانت قبل از گرفتاری لے لی گئی ہے ۔ لہٰذا انھیں گرفتار نہ کیا جائے ، البتہ کل عدالت میں مقدمہ پیش کیا جائے ۔ وہاں ان پر الزام ثابت کیا جائے ۔

پولیس والے اپنا سا منہ لے کر رہ گئے ۔ اب انھوں نے وکیل کی موجودگی میں ہی دونوں راشد علی بلائے ۔

"تو آپ لوگوں نے یہ سارا چکر خان رحمان کو گرفتار کرانے کے لیے چلایا تھا؟"

"کیا مطلب؟" وہ چونک اُٹھے۔

"وہ سارے ہیرے خان آف سونا گڑھ کے تھے ۔ اب وہ پولیس کی تحویل میں ہیں۔"

"کیا مطلب؟" راشد علی نمبر ایک زور سے اُچھلا۔

"ہاں ! ہیرے پولیس لے گئی ہے ۔ وہ تو خان صاحب کو بھی گرفتار کرنے آئے تھے۔"

"آپ ۔ آپ ان کے دھوکے میں آ گئے ۔ آپ کو چاہیے تھا ۔ پہلے ہمیں تو بلا لیتے۔"

"کیوں ! آپ کیا کر لیتے ۔ ان کے پاس تلاشی کے وارنٹ تھے ۔ اور ان کی گرفتاری کے بھی۔"

"وہ ضرور جعلی پولیس والے تھے۔"

"جناب ! ہم اس شہر میں رہتے ہیں ۔ یہاں کی پولیس کو جانتے ہیں ۔ اس علاقے کے تھانے دار کو جانتے ہیں ، وہ خود آیا تھا۔"

"ہو سکتا ہے ۔ وہ میک اَپ میں رہا ہو۔"

Scanned by CamScanner

"نہیں! یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ اس قسم کے دھوکے میں عام لوگ آ سکتے ہیں۔ آپ کے ہیرے محفوظ ہیں۔ فکر نہ کریں۔"

"میں کہتا ہوں۔ آپ چیک تو کر لیں۔"

"آپ کو دکھانے کے لیے چیک کرا دیتے ہیں۔"

یہ کہہ کر محمود نے پولیس اسٹیشن فون کیا اور فون کا سپیکر والا بٹن دبا دیا:

"لیجیے۔ سب اس کی آواز سُن لیں۔ میں نے پولیس اسٹیشن کے نمبر ملائے ہیں۔" محمود نے کہا، اسی وقت فون پر کہا گیا:

"ہیلو۔ پولیس اسٹیشن مالا بار۔"

"ابھی ابھی آپ خان رحمان کے گھر وارنٹ لے کر آئے تھے نا؟" محمود نے کہا۔

"جی ہاں بالکل!"

"اور ہم نے ہیرے آپ کے حوالے کر دیے تھے؟"

"ہاں! یہ بھی ٹھیک ہے۔ ہیرے اب پولیس کے سیف میں محفوظ ہیں۔"

"اور صبح ہمیں عدالت میں پیش ہونا ہے۔ کیونکہ خان آف سونا گڑھ کا دعویٰ ہے کہ ہیرے ان کے ہیں۔"

"جی ہاں! یہی بات ہے۔"

"شکریہ۔ بس ہمیں یہی معلوم کرنا تھا۔"

یہ کہہ کر محمود نے فون بند کر دیا۔

"اب آپ کیا کہتے ہیں مسٹر راشد علی نمبر ایک؟"

"ضرور دھوکا ہو گیا ہے۔ میں تو کہتا ہوں، پولیس اسٹیشن چل کر چیک کر لیں۔ کہیں کل سر پکڑ کر نہ رونا پڑے۔"

"اگر رونا ہی پڑا تو ہم سر پکڑے بغیر رو لیں گے۔ آپ فکر نہ کریں۔" فاروق بولا۔

"آپ کی مرضی۔ کل کے دن آپ کو سر پکڑ کر رونا پڑے گا۔ یہ میرا دعویٰ ہے۔"

"کم از کم ہم ان ہیروں کے لیے تو نہیں روئیں گے۔ اس لیے کہ ہمیں دولت کا لالچ نہیں ہے۔"

"اچھی بات ہے۔ اب ہم کیا کر سکتے ہیں۔" دونوں نے کندھے اُچکا دیے۔

اور پھر وہ اپنے کمروں میں چلے گئے۔

"حیرت ہے۔ ابّا جان اب تک نہیں آئے۔"

"ہمیں عدالت میں انھیں بھی پیش کرنا پڑے گا۔"

"ان میں سے صرف پہلے کو۔ اس لیے کہ ہیرے وہ لایا ہے۔ دونوں نہیں لائے۔"

Scanned by CamScanner

"اب اگر وہ رات کے وقت فرار ہو گیا تو — تو خان رحمان کو بے گناہ ثابت کرنا مشکل ہو جائے گا۔"

"تو ہم سوئیں گے نہیں — ان دونوں کی نگرانی کریں گے۔"

"ہاں! یہ ٹھیک رہے گا۔"

"یار پتا نہیں کیا بات ہے — میں بہت بے چینی محسوس کر رہا ہوں — مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے، جیسے یہ ہمارے خلاف کوئی گہرا چکر چلایا گیا ہے — اور یہ سب کچھ سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہو رہا ہے — بھئی اب تم تینوں یہاں سے تمام رات کہیں نہیں جا سکو گے — یہاں رہنے کے لیے پابند ہو گئے ہو۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"ہاں! انکل — ہم اس پہلو پر بھی غور کرتے رہے ہیں اور اب ہم ایک اور کام کرنے والے ہیں۔"

"اور وہ کیا؟"

"آپ اپنی تجربہ گاہ چلے جائیں — جلدی — اور انکل خان رحمان، ہمارے گھر چلے جائیں — دیکھنا یہ ہے کہ ان دونوں جگہوں پر کوئی گڑبڑ تو نہیں ہے۔"

"اوہ اچھا — اور تم یہاں رہو گے۔"

"ہاں! اس لیے کہ ان دونوں کی نگرانی بہت اہم ہے، صبح عدالت میں ایک کو نہیں دو کو پیش کرنا پڑے گا۔"

"ٹھیک ہے — راشد نمبر ایک کے دروازے پر میں پہرہ دوں گا — نمبر دو کے دروازے پر تم اور فرزانہ سارے گھر کا چکر لگاتی رہے گی۔"

"ٹھیک ہے۔" فرزانہ نے کہا۔

اب اس پروگرام پر عمل شروع ہوا — وہ رات بالکل خیریت سے گزر گئی — نہ تجربہ گاہ میں کچھ ہوا، نہ انسپکٹر جمشید کے گھر اور نہ خان رحمان کی طرف — نہ ان میں سے کسی راشد علی نے فرار ہونے کی کوشش کی — اب انھوں نے عدالت میں جانے کی تیاری شروع کی — پھر وہ دونوں راشد علی کو لے کر وہاں پہنچ گئے — صبح سویرے ہی انھیں آواز پڑ گئی۔

سرکاری وکیل نے خان رحمان کے خلاف جو الزام تھا، وہ سنایا — یہ کہ انھوں نے خان آف سونا گڑھ کے ہیرے چرائے ہیں — خان رحمان کے وکیل نے اپنی طرف کی کہانی سنائی اور راشد علی نمبر ایک اور راشد علی نمبر دو کو پیش کرنے کی اجازت مانگی —

"اجازت ہے۔" مجسٹریٹ نے کہا۔

دونوں کو پیش کیا گیا — ان کے وکیل نے سوالات شروع کیے:

"آپ دونوں خان رحمان کے بچپن کے دوست ہیں؟"

Scanned by CamScanner

"اب اگر وہ رات کے وقت فرار ہو گیا تو — تو خان رحمان کو بے گناہ ثابت کرنا مشکل ہو جائے گا۔"

"تو ہم سوئیں گے نہیں — ان دونوں کی نگرانی کریں گے۔"

"ہاں! یہ ٹھیک رہے گا۔"

"یار پتا نہیں کیا بات ہے — میں بہت بے چینی محسوس کر رہا ہوں — مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے، جیسے یہ ہمارے خلاف کوئی گہرا چکر چلایا گیا ہے — اور یہ سب کچھ سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہو رہا ہے — بھئی اب تم تینوں یہاں سے تمام رات کہیں نہیں جا سکو گے — یہاں رہنے کے لیے پابند ہو گئے ہو۔" پروفیسر داؤد بولے۔

"ہاں! انکل — ہم اس پہلو پر بھی غور کرتے رہے ہیں اور اب ہم ایک اور کام کرنے والے ہیں۔"

"اور وہ کیا؟"

"آپ اپنی تجربہ گاہ چلے جائیں — جلدی — اور انکل خان رحمان ہمارے گھر چلے جائیں — دیکھنا یہ ہے کہ ان دونوں جگہوں پر کوئی گڑبڑ تو نہیں ہے۔"

"اوہ اچھا — اور تم یہاں رہو گے۔"

"ہاں! اس لیے کہ ان دونوں کی نگرانی بہت اہم ہے، صبح عدالت میں ایک کو نہیں دو کو پیش کرنا پڑے گا۔"

"ٹھیک ہے — راشد نمبر ایک کے دروازے پر میں پہرہ دوں گا — نمبر دو کے دروازے پر تم اور فرزانہ سارے گھر کا چکر لگاتی رہے گی۔"

"ٹھیک ہے۔" فرزانہ نے کہا۔

اب اس پروگرام پر عمل شروع ہوا — وہ رات بالکل خیریت سے گزر گئی — نہ تجربہ گاہ میں کچھ ہوا، نہ انسپکٹر جمشید کے گھر اور نہ خان رحمان کی طرف — نہ ان میں سے کسی راشد علی نے فرار ہونے کی کوشش کی — اب انھوں نے عدالت میں جانے کی تیاری شروع کی — پھر وہ دونوں راشد علی کو لے کر وہاں پہنچ گئے — صبح سویرے ہی انھیں آواز پڑ گئی۔

سرکاری وکیل نے خان رحمان کے خلاف جو الزام تھا، وہ سنایا — یہ کہ انھوں نے خان آف سونا گڑھ کے ہیرے چرائے ہیں — خان رحمان کے وکیل نے اپنی طرف کی کہانی سنائی اور راشد علی نمبر ایک اور راشد علی نمبر دو کو پیش کرنے کی اجازت مانگی —

"اجازت ہے۔" میجسٹریٹ نے کہا۔

دونوں کو پیش کیا گیا — ان کے وکیل نے سوالات شروع کیے:

"آپ دونوں خان رحمان کے بچپن کے دوست ہیں؟"

Scanned by CamScanner

"جی نہیں تو۔"

"کیا مطلب ۔ کیا آپ ان کے بچپن کے دوست نہیں ہیں ۔ اور آپ نے ہی یہ ہیرے خان رحمان کے حوالے نہیں کیے تھے؟"

"نہیں جناب! ہمیں تو ان ہیروں کے ساتھ خان رحمان نے اغوا کیا ہے ۔ ہم ان ہیروں کی حفاظت پر مامور تھے، خان رحمان وہاں اپنے آدمیوں کو لے کر گئے، یہ ہیرے چرائے اور ساتھ میں ہمیں بھی اٹھا لائے، کیونکہ ہم نے انھیں پہچان لیا تھا ۔ قتل جیسا جرم کرنے سے یہ گھبراتے تھے ۔ لہٰذا ہمیں اغوا کر لیا۔"

"یہ ۔ یہ ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔" خان رحمان چلّائے۔

"آپ خاموش رہیں۔" مجسٹریٹ نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔

خان رحمان کا رنگ اڑ گیا ۔ اب ان کی سمجھ میں آیا، یہ سب انھیں پھنسانے کا ڈراما تھا ۔ چور ثابت کرنے کا ایسے میں عدالت میں ایک بارعب آدمی داخل ہوا، اس کی مونچھیں بہت بڑی بڑی تھیں۔

"اوہ ۔ آئیے خان آف سوناگڑھ صاحب ۔ آپ کو آنے کی کیا ضرورت تھی؟"

"میں بس یونہی چلا آیا ۔ دیکھنا چاہتا تھا ۔ وہ کون

سے سورما ہیں ۔ جنھوں نے میری ریاست کے تمام ہیرے اس آسانی سے چرا لیے ہیں۔"

"یہ ہیں وہ صاحب ۔ لیکن سُنا ہے ۔ یہ بہت بڑی حیثیت کے مالک ہیں۔"

"اتنے بڑے ہاتھ مارنے والے حیثیتوں کے مالک تو بن ہی جاتے ہیں صاحب۔"

"میں یہ بے عزتی برداشت نہیں کر سکتا۔" خان رحمان نے اپنے وکیل سے کہا۔

"آپ لوگ کچھ بولیے گا نہیں ۔ ہم اس وقت بہت گہری سازش کا شکار ہیں ۔ ان لوگوں نے مجسٹریٹ تک کو ساتھ ملایا ہوا ہے۔"

"میں خوف محسوس کر رہا ہوں۔"

"لیکن آپ کو پریشان نہیں ہونا چاہیے ۔ ارے ہاں! آپ کے دوست انسپکٹر جمشید کہاں ہیں؟"

"یہی تو مصیبت ہے ۔ ان کا کوئی پتا نہیں ۔ بالکل غائب ہیں۔"

"یہ بُرا ہوا ۔ ان کی یہاں موجودگی بہت ضروری تھی۔"

"ان کے بچے یہیں ہیں۔"

"خیر ۔ لیکن بچے بھلا کیا کر سکیں گے۔"

Scanned by CamScanner

"آپ کیا کروانا چاہتے ہیں؟"

"ابھی میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔" وکیل نے کہا اور عدالت کی طرف متوجہ ہو گیا۔ مجسٹریٹ اس سے کہہ رہا تھا:

"اب آپ کیا کہتے ہیں؟"

"یہ کہ یہ سارا چکر میرے مؤکل کے خلاف چلایا گیا ہے۔"

"لیکن اس بات کا آپ کے پاس کیا ثبوت ہے۔ یہ بتائیں۔"

"ہمیں افسوس ہے — یہ جال کچھ اس طرح پھیلایا گیا ہے کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ ہمیں کیا معلوم تھا کہ عدالت میں آکر یہ دونوں صاف انکار کر دیں گے اور یہ کہہ دیں گے کہ یہ تو خان آف سونا گڑھ کے آدمی ہیں۔"

"اور ہے بھی یہی بات — کہیں کیوں نہ۔" خان آف سونا گڑھ نے کہا۔

"تب پھر — آپ کے مؤکل کو گرفتار کیا جاتا ہے۔ آپ کیس کی تیاری کر لیں — کل اپنا کیس پھر پیش کر سکتے ہیں۔"

"نہیں سر — آپ انھیں ضمانت پر رہا کر دیں — یہ انتہائی معزز آدمی ہیں — فرار نہیں ہوں گے — آپ جتنے کا جی چاہے زرِ ضمانت رکھوا سکتے ہیں۔" وکیل نے کہا۔

"نہیں — گرفتاری ضروری ہے۔"

وکیل کا رنگ زرد پڑ گیا — پولیس والے ہتھکڑیاں لیے خان رحمان کی طرف بڑھنے لگے — ایسے میں محمود نے کہا:

"کیا ہمیں اس سلسلے میں کچھ کہنے کی اجازت ہے سر۔"

"اب اس میں کہنے کے لیے کیا رہ گیا ہے۔"

"ایک ثبوت ہم بھی پیش کر سکتے ہیں۔"

"اچھا پیش کریں۔" مجسٹریٹ نے کہا۔

"لیکن سر — اب اس کی کیا ضرورت رہ گئی۔"

"آخر اس میں حرج کیا ہے۔" محمود نے کہا۔

"ضرور کیوں نہیں — پیش کریں۔"

"سر — ان دونوں کی ہم نے گفتگو ریکارڈ کی تھی — کیا عدالت وہ سننا پسند نہیں کرے گی۔"

"اوہو اچھا۔" عدالت میں موجود سب لوگ بری طرح چونکے۔

"جی ہاں! ایسے کام ہم عام طور پر غیر محسوس طرح کر لیا کرتے ہیں — لیجیے سنیے۔"

اور محمود نے اپنے گھڑی نما ٹیپ ریکارڈر کا بٹن دبا دیا — ان کی گفتگو عدالت میں گونجنے لگی — اب مخالف پارٹی کے رنگ اڑنے لگے — خان آف سونا گڑھ کی حالت تو دیکھنے والی تھی — جب ساری گفتگو ختم ہو گئی تو مجسٹریٹ کی حالت بھی ردی ہو چکی تھی —

Scanned by CamScanner

"اب آپ فیصلہ سنائیے سر" خان رحمان کے وکیل نے پُرجوش انداز میں کہا۔

"اس سے تو ثابت ہوتا ہے کہ یہ سارا چکر ان دونوں کا چلایا ہوا ہے"۔

"جی نہیں۔ اس سارے چکر میں خان آف سونا گڑھ بھی شامل ہیں"۔

"نن۔ نہیں۔ نہیں۔ اس معاملے سے میرا دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ ہیرے انھوں نے چرائے تھے۔ اور اپنے آپ کو بچانے کے لیے یہ خان رحمان کے پاس چلے گئے ہوں گے"۔

"جی نہیں۔ اس سارے چکر میں آپ کا ہاتھ ہے"۔ وکیل نے کہا۔

"خیر۔ اس کا فیصلہ بعد میں ہو گا۔ فی الحال تو ان دونوں کو گرفتار کیا جاتا ہے۔ اور خان رحمان کو رہا کیا جاتا ہے"۔

قرزانہ اُچھلتی ہے

راشد علی نمبر ایک اور راشد علی نمبر دو سے انھوں نے حوالات میں مُلاقات کی، ان کے چہرے بُجھے بُجھے تھے۔

"اب کیا کہتے ہو دوستو"۔

"کچھ نہیں۔ خان آف سونا گڑھ کے ہیرے ہم نے چرائے تھے اور اس الزام میں ہمیں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اب کیا کہیں، کہنے کو ہمارے پاس رہ کیا گیا ہے"۔

"آپ لوگوں نے ایک ڈراما رچایا تھا، سوال یہ ہے کہ وہ ڈراما کس کے کہنے پر رچایا؟"

"کسی کے کہنے پر بھی نہیں۔ ہمارے بے کار قسم کے ذہنوں میں بس ہیروں کو محفوظ رکھنے کی یہی ترکیب آئی تھی اور ہم اس پر عمل کر گزرے۔ یہ اور بات ہے کہ ہم آپ لوگوں کی وجہ سے کامیاب نہیں ہو سکے"۔

"ارے میاں جاؤ۔ بہت دیکھے ہیں تم جیسے"۔ فاروق

Scanned by CamScanner

نے بھنّا کر بڑے بوڑھوں کے انداز میں کہا۔

"کیا مطلب؟" دونوں ایک ساتھ بولے۔

"مطلب یہ کہ یہ چکر کسی اور کو دینا — ہمیں تو یہ بتاؤ — ہیرے دے کر اور یہ سارا منصوبہ بنا کر تمہیں کس نے خان رحمان صاحب کے گھر بھیجا تھا؟"

"کسی نے بھی نہیں"

"بہت خوب! تو پھر تم نے خان رحمان صاحب کے بچپن کے دوست ہونے کی کہانیاں کس طرح گھڑ لی تھیں کیونکہ بہرحال وُہ جھوٹ نہیں تھیں؟"

"وُہ — وُہ" دونوں ہکلا کر رہ گئے — رنگ اڑ گئے۔

"ان دونوں کو ذرا حوالات سے کمرۂ امتحان میں بھیج دیں — یہ یُوں نہیں اُگلیں گے۔"

"جی اچھا" تھانے دار نے کہا۔

اور پھر وُہ کمرۂ امتحان میں پہنچا دیے گئے — انھیں جب شکنجے میں کسا گیا تو ان کے جسموں پر لرزا طاری ہو گیا۔

"یہ — یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟"

"کچھ نہیں — ذرا شغل رہے گا — اب یا تو آپ یہ ساری کہانی سچ سچ سُنائیں گے یا آپ کی چیخیں آسمان

سے باتیں کریں گی — اور جب کسی انسان کی چیخیں آسمان سے باتیں کرنے لگیں نا — تو بڑا مزا آتا ہے۔"

"نن — نہیں — آپ ایسا نہیں کر سکتے — ہمارے وکیل آپ کو عدالت میں دیکھ لیں گے۔"

"ہم انھیں منع نہیں کریں گے دیکھنے سے۔" فاروق نے کہا۔

"خدا کے لیے رحم کریں — ہم نے کچھ نہیں کیا۔"

"ہاں! یہ تو ہم جانتے ہیں — آپ دونوں نے کچھ نہیں کیا — بس ذرا دُوسروں کے احکامات پر عمل کیا ہے — یہی تو ہم جاننا چاہتے ہیں — وُہ دُوسرے ہیں کون؟"

"گگ — کوئی نہیں" دونوں بُری طرح ہکلائے۔

"یار جھوٹ بولنے کا سلیقہ تو سیکھ لو پہلے" فاروق نے بُرا سا منہ بنایا۔

"گگ — کیوں — ہم نے کون سا جھوٹ بولا" نمبر ایک نے کہا۔

"اگر تم دونوں کو کسی نے کوئی منصوبہ سمجھا کر نہیں بھیجا تھا — تو پھر تم دونوں خان رحمان کے بچپن کے دوست کس طرح بن گئے؟"

"صرف اور صرف ہیروں کی حفاظت کے لیے۔"

"اس طرح حفاظت کس طرح ہوتی بھلا؟"

Scanned by CamScanner

"خان رحمان کے گھر میں ہیرے محفوظ کر دیے گئے اور ہم بھی محفوظ ہو گئے۔ خان آف سونا گڑھ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ہم دونوں وہاں ہوں گے۔"

"بہت خوب! لیکن خان آف سونا گڑھ نے تو بعد میں بھی یہ نہیں سوچا — انھوں نے تو خان رحمان پر چوری کا الزام لگایا، تم دونوں پر نہیں — یہ تو اگر ہم گفتگو ریکارڈ نہ کر لیتے تو اس وقت ہمارے انکل حوالات میں ہوتے۔"

"ارے بب۔ باپ رے۔" خان رحمان نے گھبرا کر کہا۔

"یار تم اُگل کیوں نہیں دیتے — کہ..."

عین اس وقت کوئی کمرے میں داخل ہوا اور انھوں نے ایک چہکتی آواز سُنی:

"بہت خوب!"

انھوں نے مُڑ کر دیکھا تو ایک شخص وکیلوں کے لباس میں کھڑا تھا، اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔

"جی فرمائیے — آپ کی تعریف؟"

"مجھے جون کلاڈیا کہتے ہیں۔"

"بڑا عجیب سا نام ہے۔" محمود نے منہ بنایا۔

"ہاں! اس لیے کہ مسلمان نہیں ہوں۔" اس کے فخر کے لہجے میں کہا۔

"یہ بات آپ کے لیے فخر کا باعث ہو سکتی ہے — ہمارے لیے ندامت کا باعث ہے۔"

"میں ان دونوں کا وکیل ہوں اور آپ ان دونوں کو شکنجے میں کسنے کا کوئی حق نہیں رکھتے۔ ہاں پوچھ گچھ کر سکتے ہیں۔"

"ہم یہ حق رکھتے ہیں — آپ عدالت میں اپنا حق ثابت کرتے رہیے گا۔" محمود بولا۔

"وہاں تو میں آپ پر اُلٹا مقدمہ دائر کروں گا۔"

"ضرور کیجیے گا، لیکن ہم ان کے منہ سے یہ ضرور سُن کر رہیں گے کہ یہ ڈراما انھوں نے کس کے کہنے پر رچایا تھا۔"

"پتا نہیں، آپ کس ڈرامے کی بات کر رہے ہیں۔"

"تو آپ ان کی کہانی سے واقف نہیں ہیں — آپ ان کے وکیل کس طرح ہو گئے؟"

"کسی نے مجھے ان کا وکیل مقرر کر دیا — بس ہو گیا میں ان کا وکیل۔" اس نے کہا۔

"بہت خوب! وہ کسی کون ہے؟"

"وکیل اپنے مؤکلوں کے معاملات راز میں رکھنے کا حق رکھتے ہیں۔" وہ مسکرایا۔

"شکریہ! آپ جا سکتے ہیں۔"

"نہیں! میں یہیں رہوں گا۔" اس نے کہا۔

Scanned by CamScanner

"انکل اکرام ۔ انھیں باہر بھجوا دیں۔"

سب انسپکٹر اکرام کو انھوں نے بلوا لیا تھا۔ اکرام نے سادہ لباس والوں کو اشارہ کیا ۔ انھوں نے وکیل کو پکڑا اور باہر نکال دیا اور دروازہ بند کر دیا۔ دروازہ بند ہوتے وقت انھوں نے سُنا ۔ وکیل چیخ کر کہہ رہا تھا :

"میں تم لوگوں کو دیکھ لوں گا۔"

"عینک لگا کر دیکھیے گا ، ورنہ ہم آپ کو نظر نہیں آئیں گے۔" فاروق نے بلند آواز میں کہا۔

پھر وہ ان دونوں کی طرف مُڑے :

"تمھیں غالباً یہ اطمینان دلایا گیا ہے کہ ہم تمھیں ہاتھ بھی نہیں لگا سکیں گے ۔ وکیل صاحب آ کر تمھیں بچا لیں گے اور پھر عدالت سے چھڑا بھی لیں گے۔"

"ہاں !" دونوں نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"لیکن اب تم دیکھ لو ۔ عدالت میں تم صبح پیش ہو گے نا، صبح سے پہلے یہاں تمھارا کیا حال ہو گا ۔ تم شاید سوچ بھی نہیں سکتے ۔ یہاں تو بہت بڑے بڑے مجرم بول پڑتے ہیں ۔ تم نے تو زندگی میں پہلی بار شاید کوئی جُرم کیا ہے۔"

"ہاں ! یہ تو خبر درست ہے۔" ایک نے فوراً کہا۔

"اب بھی وقت ہے ۔ بتا دو ۔ اگر بٹن دب گیا تو پھر..."

"نن ۔ نہیں ۔ ہم بتا دیتے ہیں۔"

"جلدی کرو۔" محمود نے کہا۔

"ہمیں دراصل نوٹنگے نے اس کام پر لگایا تھا۔ ہم اس کے لیے کام کرتے ہیں ۔ اور یہ ہمارا پہلا جُرم نہیں ہے ۔ اس قسم کی چوریاں وہ ہم سے کراتا ہی رہتا ہے۔"

"نوٹنگا ۔ ارے باپ رے ۔ اس کی نو ٹانگیں ہیں۔" فاروق گھبرا گیا۔

"نہیں ۔ یہ اس کا نام ہے ۔ ٹانگیں تو اس کی دو ہی ہیں۔" راشد علی نمبر دو نے کہا۔

"تو کیا ۔ یہ سارا منصوبہ اس نے ترتیب دیا تھا ۔ اور خان رحمان کے بچپن کی کہانیاں اور تصاویر وغیرہ سب اس کے ذریعے تم تک پہنچی تھیں؟"

"ہاں بالکل۔"

"یہ نوٹنگا کون ہے انکل؟" محمود نے اکرام سے پوچھا۔

"شہر کا بدنام ترین آدمی ۔ کئی بار کا سزا یافتہ ، اب یہ شاید پھر پر پُرزے نکال رہا ہے ۔ لیکن اب اس نے طریقہ تبدیل کر دیا ہے شاید۔" اکرام نے کہا۔

"کیا مطلب؟" وہ چونکے۔

"پہلے تو وہ ہیروئن فروخت کرتا تھا ۔ ڈاکے ڈلواتا تھا ۔

Scanned by CamScanner

لیکن اب منصوبہ بندیاں کرنے لگا ہے۔"

"خیر۔ دیکھتے ہیں۔" یہ کہہ کر محمود ان کی طرف مڑا:

"تو تم اس کے لیے چوریاں بھی کرتے رہے ہو؟"

"ہاں! وہ جو کہتا رہا ہے۔ کرتے رہے ہیں۔ وہ پیسے بہت اچھے دیتا ہے۔"

"اور اس نے تم سے کہا کہ جا کر خان آف سونا گڑھ کے ہاں ملازمت کر لو۔ اور پھر وہاں سے ہیرے چرا لو۔ اور پھر وہاں سے خان رحمان صاحب کے گھر پہنچ جانا۔"

"ہاں! یہ سارا منصوبہ اس کا تھا۔ بچپن کی باتیں بھی اسی نے بتائی تھیں۔"

"شکریہ! آپ دونوں اب آرام کریں۔ ہم آپ کے لیے نرم سزا کی درخواست کریں گے۔"

"شش۔ شکریہ!"

"ایک تو اکثر لوگ شکریے کے دو ٹکڑے کر دیتے ہیں۔"

اب وہ خان رحمان کی طرف مڑے:

"آپ نوٹنگے کو جانتے ہیں؟"

"نہیں! میں تو آٹھ ٹنگے کو بھی نہیں جانتا۔" انھوں نے برا سا منہ بنایا۔

"تب پھر وہ آپ کے بارے میں اتنا کچھ کیسے جانتا ہے؟"

"یہ تو اس سے پوچھنا چاہیے۔"

"تو پھر آئیے۔ پوچھ لیتے ہیں چل کر۔ انکل اکرام! آپ تو اس کے ٹھکانے سے واقف ہی ہوں گے۔"

"ہاں بالکل۔" اکرام نے کہا۔

وہ اسی وقت نوٹنگے کے اڈے پر پہنچے۔ وہ واقعی غنڈہ صورت آدمی تھا۔ بہت اکھڑ انداز میں ملا:

"آپ نے راشد علی نمبر ایک اور نمبر دو کے ذریعے پہلے خان آف سونا گڑھ کے ہاں چوری کروائی۔ ان کے ہیرے چوری کرائے۔ اور پھر ان دونوں کو خان رحمان کے گھر بھیجا۔ آخر کیوں؟"

"پتا نہیں، آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ اس گفتگو کا تو ایک لفظ بھی میرے پلے نہیں پڑا۔"

"اچھا۔ کمال ہے۔ وہ آپ کا نام لیتے ہیں کہ آپ کے لیے کام کرتے ہیں۔"

"یہ بات تو عدالت میں آپ بھی کہہ سکتے ہیں۔ تو پھر کیا یہ سچ ہو گا؟"

"نہیں۔ جھوٹ ہو گا۔ لیکن۔ دونوں راشد علی آپ کے خلاف بہت کچھ پیش کر سکتے ہیں۔"

"تو ان سے کہیں۔ پیش کریں نا۔" اس نے بھنا کر کہا۔

Scanned by CamScanner

"ہم آپ کے اس ٹھکانے کی تلاشی لینا چاہتے ہیں۔"

"کیا آپ کے پاس تلاشی کے وارنٹ ہیں؟"

"وارنٹ لینے میں بہت وقت ضائع ہوتا — اور ہمیں یہاں فوری طور پر آنا پڑا — اس لیے وارنٹ نہیں لا سکے۔"

"تب میں تلاشی کی اجازت نہیں دوں گا۔"

"نہیں خیر — آپ کو تلاشی کی اجازت تو دینا ہو گی — نہیں دیں گے تو ہم زبردستی لیں گے۔"

"اس صورت میں میرا وکیل عدالت میں آپ سے سمجھ لے گا۔"

"ہم انھیں سمجھنے کا موقع دیں گے — وہ بھی پورا پورا۔"

"کک — کیا دیں گے بھئی؟" پروفیسر داؤد بے خیالی کے عالم میں بولے۔

"جی — موقع۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"اوہ اچھا — موقع۔" انھوں نے چونک کر کہا۔

"انکل — آپ اپنے آدمیوں کو تلاشی کا حکم دیں۔"

"اچھی بات ہے — چلو بھئی — لو تلاشی۔"

وہاں کی تلاشی شروع کی گئی — اور پھر اس قدر سامان وہاں سے برآمد ہوا کہ وہ حیرت زدہ رہ گئے — پتا نہیں، کتنے آدمیوں سے وہ چوریاں کراتا رہا تھا — راشد علی جیسے نہ جانے کتنے اس کے لیے کام کرتے تھے — اور

پھر اسے گرفتار کر لیا گیا۔

"لیکن! یہ بات اب تک ہماری سمجھ میں نہیں آئی مسٹر کہ تم نے ان دونوں کو چوری کے ہیروں سمیت خان رحمان صاحب کے ہاں کیوں بھیجا تھا — وہ بھی انھیں ان کے بچپن کے ساتھی بنا کر۔"

"میرا دماغ چل گیا تھا۔" اس نے چیخ کر کہا۔

دوسرے دن عدالت سے فارغ ہو کر وہ تمام ہیرے لیے خان آف سونا گڑھ کے ہاں پہنچے:

"مبارک ہوں جناب — آپ کو اپنے ہیرے۔"

"بہت بہت شکریہ!" انھوں نے خوش ہو کر کہا۔

"یہ بات اب تک صاف نہیں ہو سکی — کہ ہیرے دے کر نوٹنگے نے ان دونوں کو خان رحمان کے گھر کیوں بھیجا تھا؟"

"اس بات پر تو مجھے بھی حیرت ہے۔" وہ بولے۔

"ویسے یہ ہیرے آپ کے اپنے ہی ہیں نا؟"

"ہاں! کیوں نہیں۔" وہ فوراً بولے۔

"آپ ان ہیروں کو جس تجوری میں رکھتے ہیں — کیا اس سے ہیرے چرانا اتنا ہی آسان کام تھا؟"

"نہیں تو — وہ تو سپیشل قسم کی تجوری ہے۔"

"تب پھر راشد علی نمبر ایک اور نمبر دو نے ہیرے کس

Scanned by CamScanner

طرح چرا لیے تھے؟"

"اس پر تو مجھے اب تک حیرت ہے۔ آپ نے ان دونوں سے نہیں پوچھا۔"

"ان کا کہنا ہے کہ وہ اس قسم کے کاموں کے بہت ماہر ہیں۔ تجوریاں کھول لینا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔"

"بس تو پھر۔ یہی بات ہوگی۔"

"اچھا جناب۔ آپ اپنے ہیرے گن لیں۔"

"شکریہ۔ گننے کی ضرورت نہیں۔ مجھے آپ پر اعتماد ہے۔" وہ بولے۔

"نہیں خان صاحب۔ آخر یہ ہیرے ہیں۔ روپے پیسے نہیں۔ آپ کو گن لینے چاہییں۔"

"آپ کہتے ہیں تو گن لیتے ہیں۔" انھوں نے کہا اور ہیرے گننے لگے۔ جب گنتی پوری ہو گئی تو وہ زور سے اُچھلے:

"اوہو۔ اس میں تو تین ہیرے کم ہیں۔ یہ نو سو سینتالیس ہیں۔ جب کہ کل ساڑھے نو سو تھے۔"

"اوہ! لیکن تھانے کے کاغذات میں نو سو سینتالیس ہی درج ہیں۔"

"اس کا مطلب ہے۔ یہ کام راشد علی نمبر ایک اور نمبر دو کا ہے یا پھر..."

"یا پھر کیا؟"

"یا پھر میں اب کیا کہوں۔ ہیرے یہاں سے چرائے جانے کے بعد ظاہر ہے، نوٹنگے کے اڈے پر لے جائے گئے ہوں گے۔ وہاں سے نوٹنگے نے ان دونوں کو خان صاحب کے پاس بھیجا۔ اب تین ہیرے کس نے اڑائے، یہ میں کس طرح بتا سکتا ہوں۔"

"یہ اور اُلجھن پیش آ گئی۔ خیر۔ ہم آپ کے تین ہیرے بھی تلاش کر کے آپ تک پہنچائیں گے۔ فی الحال آپ یہ تو وصول کریں۔"

"یہ وصول کر لیے۔" وہ بولے۔

وہ جانے کے لیے مڑے ہی تھے کہ فرزانہ زور سے اچھلی۔ اس کے چہرے پر حیرت ہی حیرت دوڑ گئی۔

Scanned by CamScanner

وُہ کہاں تھے

"کیا ہوا فرزانہ، خیر تو ہے؟" محمود نے حیران ہوکر کہا۔

"آؤ چلیں ۔ مجھے ایک بہت زور دار خیال سوجھا ہے۔" اس نے فوراً کہا۔

"تو پھر چلو ۔ اس سے اچھی بات کیا ہو سکتی ہے کہ تمھیں ایک بہت زور دار خیال سوجھ گیا ہے ۔ اس کیس میں ویسے بھی مجھے زور دار خیال کی بہت کمی محسوس ہو رہی تھی۔"

"ہُوں! آؤ۔"

وُہ اُسی وقت وہاں سے روانہ ہو گئے اور حوالات پہنچے ۔ دونوں داشد سر گھٹنوں میں دیے بیٹھے تھے :

"کیا سوچ رہے ہو بھئی؟"

"سوچ رہے ہیں، ہم کس مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔"

"بُرے کاموں کا بُرا نتیجہ ۔ ذرا نزدیک آنا۔"

دونوں سلاخوں سے آ لگے :

"سُنا ہے ۔ آپ دونوں تجوریاں کھولنے کے بہت ماہر ہیں؟"

"نن ۔ ہاں۔" ایک نے کہا۔

"آپ نے ہاں کہا ہے یا نہیں؟"

"ہاں ! ہم بہت ماہر ہیں۔"

"اور اسی لیے آپ خان آف سونا گڑھ کی سپیشل تجوری کھولنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔"

"ہاں ! یہی بات ہے۔"

"ذرا انھیں باہر نکلوائیں ۔ ہمیں ان سے کام کرانا ہے۔"

"اچھی بات ہے۔"

وُہ انھیں پولیس کی نگرانی میں خان رحمان کے گھر لائے ۔ دونوں نے حیران ہو کر ان کی طرف دیکھا :

"آپ ہمیں یہاں کیوں لائے ہیں؟"

"آپ کے بچپن کے دوست کا گھر ہے، اس لیے پریشانی کیسی؟"

"بات پریشانی کی نہیں، اُلجھن کی ہے۔"

"ہم ابھی آپ کی اُلجھن دُور کیے دیتے ہیں۔ آئیے۔"

پروفیسر داؤد اور خان رحمان کے چہروں پر بھی حیرت نظر آ رہی تھی، کیونکہ انھیں بھی معلوم نہیں تھا کہ فرزانہ

Scanned by CamScanner

کا پروگرام کیا ہے۔

وُہ ان دونوں کو لیے تجوری والے کمرے میں آئی :

" یہ تجوری ہے۔ آپ اس کو کھول کر دکھائیں۔"

" کیا مطلب ؟" دونوں چونک اُٹھے۔

" آپ تجوریاں کھولنے کے ماہر ہیں۔ اس بات کو سچ ثابت کر دکھائیں ۔ یہ تجوری کھول کر دکھائیں۔ آپ جو سامان چاہیں ، ہم دینے کے لیے تیار ہیں ، سوائے اس کی اصل چابیوں کے۔"

" اوہ!" دونوں نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

" چلیے۔ کام شروع کیجیے نا۔"

" لائیے۔ ہمیں ماسٹر کی دے دیں ۔ اور چند مڑی تڑی تاریں بھی۔"

یہ چیزیں انھوں نے فوراً مہیا کر دیں ۔ انھوں نے تجوری کھولنے کی کوشش شروع کی ، لیکن نہ کھول سکے :

" یہ نہیں کھل رہی۔ شاید یہ کوئی بہت ہی سپیشل قسم کی سیف ہے۔"

" اچھی بات ہے ۔ اب ہم آپ کو ایک عام سیف تک لیے چلتے ہیں۔"

یہ کہہ کر وُہ انھیں ایک اور کمرے میں لائے ۔

یہاں کپڑوں کی الماری نصب تھی اور اس کا تالا بالکل عام قسم کا تھا :

" مہربانی فرما کر اب ذرا اس الماری کو کھول کر دکھائیں۔"

دونوں اس الماری کے تالے پر جٹ گئے ، لیکن اس کو بھی نہ کھول سکے :

" یہ بھی نہیں کھل رہی۔"

" اب آئیے ہمارے ساتھ۔"

وُہ انھیں اپنے گھر لائے ۔ اپنے گھر کی تجوری کھول کر دکھانے کی بات کی ۔ دونوں اس تجوری کو بھی نہ کھول سکے :

" آپ تو بہت ماہر ہیں ۔ خان آف سونا گڑھ کی سپیشل تجوری کھول لی تھی آپ نے تو ۔ پھر یہ تین تجوریاں کیوں نہیں کھلیں آپ سے ؟"

" شاید ان پر کسی نے جادُو کر دیا ہے۔" ایک نے کہا۔

" کن پر ؟" فاروق کے لہجے میں حیرت تھی۔

" تجوریوں پر۔" اس نے کہا۔

" دھت تیرے کی ۔ اب تجوریوں پر بھی جادُو ہونے لگا ۔ ہے کوئی ٹوٹکا۔" محمود نے جھلا کر کہا۔

" مسٹرز ۔ آپ سچ سچ کیوں نہیں بتا دیتے۔" فرزانہ نے

Scanned by CamScanner

ان دونوں کو کھا جانے والی نظروں سے گھورا —

"کیا بات؟" دونوں بولے۔

"یہ کہ آپ دونوں کو تجوریاں کھولنے کا ذرا بھی تجربہ نہیں ہے۔"

"نن — نہیں — یہ بات نہیں ہے۔"

"تو پھر — کوئی ایک تو تجوری کھول کر دکھائیں۔"

"دراصل ہمارے پاس اپنا سامان نہیں ہے نا — ہم صرف اس سامان سے تجوریاں کھول سکتے ہیں۔"

"وہ سامان کہاں ہے؟"

"افسوس! اس چوری کے بعد ہم نے وہ ضائع کر دیا تھا — اس لیے کہ ہمارے پروگرام کے مطابق یہ ہماری زندگی کی آخری چوری تھی۔"

"تب ہم آپ کو بازار لے چلتے ہیں — اپنی پسند کا سامان پھر سے خرید کر تجوری کھول کر دکھا دیں۔"

"نن — نہیں۔" دونوں خوف زدہ انداز میں بولے۔

"اب تم دونوں اصل بات بتا دو — ہم جان گئے ہیں کہ تمھیں تجوریاں کھولنے کا ذرا سا بھی تجربہ نہیں ہے، کیونکہ جن لوگوں کو تجربہ ہوتا ہے — وہ تمھاری طرح ہرگز کوشش نہیں کرتے — ہم نے تمھاری ایک ایک

حرکت کو غور سے دیکھا ہے۔"

"اوہ!" وہ دھک سے رہ گئے۔

"اور جب تمھیں تجوریاں کھولنے کا ذرا سا بھی تجربہ نہیں ہے — تو پھر تم نے خان آف سونا گڑھ کے ہیرے سیف میں سے کس طرح نکال لیے تھے؟"

دونوں بغلیں جھانکنے لگے — شاید انھیں اس سوال کا کوئی جواب نہیں سوجھ رہا تھا۔

"اقرار کر لو بھئی۔"

"کس بات کا؟"

"جو اصل بات ہے — اس کا۔"

"اور اصل بات کیا ہے؟" ایک نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

اور پھر آخر کار انھوں نے اصل بات بتا دی — وہ اُسی وقت اکرام کو ساتھ لے کر مجرم کے گھر پہنچے — دستک کے جواب میں خان آف سونا گڑھ کے مُلازم نے دروازہ کھولا اور انھیں خان کے پاس پہنچا دیا — وہ گرم جوشی سے بولے:

"آئیے جناب آئیے — کہیے تین ہیروں کا راز حل ہوا؟"

"تین ہیرے دونوں راشدوں نے نکال لیے تھے —

Scanned by CamScanner

انھوں نے سوچا تھا ۔ اس چکر کے سلسلے میں آپ کے ہیرے تو آپ کو واپس ملیں گے ۔ کیوں نہ وُہ تھوڑا سا اپنا حصّہ زیادہ وصول کر لیں۔"

"اوہ ! تو یہ ان کمینوں کی حرکت تھی۔" خان آف سونا گڑھ نے کہا۔

"ہاں ! اور ہم نے ان سے چند تجوریاں بھی کھلوانے کا تجربہ کیا ہے۔"

"کیا مطلب ؟" وُہ چونکے۔

"مطلب یہ کہ ہم نے یہ جاننے کا پروگرام بنایا تھا کہ ان دونوں کو کیا واقعی تجوریاں کھولنا آتا ہے یا نہیں۔"

"تو ۔ پھر ؟" انھوں نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"وُہ ایک تجوری بھی نہیں کھول سکے اور اس سلسلے میں بالکل اناڑی ثابت ہوئے۔"

"اوہ ۔ لیکن آپ یہ بات مجھے کیوں بتا رہے ہیں۔" انھوں نے کہا۔

"آپ کی تجوری انھوں نے کس طرح کھول لی ؟"

"اب مجھے کیا پتا ۔ کس طرح کھول لی۔" انھوں نے جھلّا کر کہا۔

"آپ نے خود انھیں تجوری سے ہیرے نکال کر

دیے اور پھر سارا منصوبہ سمجھایا ۔ کہ وُہ سیدھے خان رحمان صاحب کے گھر جائیں اور یہ ڈراما رچائیں ۔ اس طرح ان پر چوری کا مقدمہ چلانے کا پروگرام تھا ، کیونکہ آپ ہیروں کی چوری کی رپورٹ درج کراتے اور پھر راشدوں کے ذریعے خان رحمان صاحب کو چور ثابت کرتے ۔ اس طرح کیا ہوتا ۔ سارے شہر بلکہ سارے مُلک میں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل جاتی ۔ کہ انسپکٹر جمشید کے دوست خان رحمان دراصل ایک بہت بڑے چور ہیں ۔ ایک وقت میں کروڑوں روپے کے ہیرے چرا لیتے ہیں ۔ اس طرح ہمارے والد صاحب کی بھی خوب بدنامی ہوتی ۔ کیونکہ یہ بات پھیلائی جاتی کہ ان چوریوں کے پیچھے دراصل انسپکٹر جمشید کا ہاتھ ہوتا ہے ۔ منصوبہ سازی وُہ کرتے ہیں اور عمل خان رحمان کرتے ہیں ۔ اس طرح پورے مُلک میں ہماری کرکری ہو جاتی ۔۔۔ تو جناب آپ کا پروگرام دراصل یہ تھا ، لیکن تقدیر نے کر دیا اس کے بالکل اُلٹ۔ اب آپ بطور مجرم حوالات کی سلاخوں کے پیچھے ہوں گے ۔ انکل ۔ انھیں گرفتار کر لیں۔"

Scanned by CamScanner

مجرم دھک سے رہ گیا ۔ شاید اسے ایک فی صد بھی اُمید نہیں تھی کہ یہ لوگ اس تک بھی پہنچ سکتے ہیں ۔ وُہ تو خود کو بالکل محفوظ خیال کر رہا تھا ۔

اور پھر سب انسپکٹر اکرام نے اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دیں ۔

" ایک بات سمجھ میں نہیں آئی محمود " خان رحمان بولے ۔

" اور وُہ کیا انکل ؟"

" آخر اسے یہ کام کرکے کیا ملتا ؟"

" یہ کام اس نے کسی دشمن مُلک کے کہنے پر کیا ہے ۔ دشمن مُلکوں کی حکومتیں ہمارے مُلک کی اس قدر مخالف نہیں ۔ جتنی کہ صرف ہماری ۔ انھیں اصل خطرہ ہم سے ہے ، ہماری حکومت سے نہیں "۔

" اوہ !" ان سب کے منہ سے نکلا ، پھر فاروق چلّا اُٹھا :

" ارے !"

" اب یہ ارے کہاں سے ٹپک پڑا " فرزانہ نے اسے گھورا ۔

" ابّا جان تو اب تک غائب ہیں ۔ وُہ تو اس کیس کے دوران نظر تک نہیں آئے ۔ آخر وُہ کہاں ہیں ؟" فاروق

نے جلدی جلدی کہا ۔

یہ سوال زور شور سے گونجا ۔ کہ انسپکٹر جمشید کہاں ہیں ، لیکن وُہ تو اس طرح غائب تھے ، جیسے گدھے کے سر سے سینگ ۔ اور اب انھیں ان کی تلاش میں نکلنا تھا ۔

Scanned by CamScanner

خطوط کے آئینے میں

محترم اشتیاق احمد صاحب

السلام علیکم ! آپ کے قریباً تمام ناول میں نے پڑھے ہیں۔ مجھے آپ کے اس دور کے ناول سب سے زیادہ پسند ہیں جب آپ ہر ماہ دو ناول جمشید سیریز کے ، ایک ناول کامران مرزا سیریز کا اور ایک ناول شوکی سیریز کا لکھتے تھے اور ہر ناول قریباً سوا سو صفحات کا ہوتا تھا ، پھر آپ نے منی خاص نمبر لکھنے شروع کر دیے۔ قارئین کی اکثریت ویسے ہی ناول پسند کرتی ہے ۔ آپ قریباً سوا سو صفحات کے ناول ہی لکھا کریں ، بلکہ اس سائز کے ہی چار ناول ہر ماہ اور ہر چھٹے ماہ ایک خاص نمبر لکھا کریں ۔ عام سائز کے ناول جاسوسی اور سسپنس سے بھرپور ہوتے ہیں ۔ ایک اور بات آپ سے یہ کہنا ہے کہ آپ کشمیر اور فلسطین کی آزادی کے لیے بھی ناول لکھیں اور اپنے کرداروں کو وہاں اہم مشن پر بھیجیں۔

جہانزیب کریم ، سی ۔ ۱۴ ، بلاک ڈی ۔ نارتھ ناظم آباد ، کراچی

ج : اس ماہ سے عام سائز کے چار ناولوں کی اشاعت شروع

کی جا رہی ہے ۔

○

اشتیاق احمد صاحب

السلام علیکم ! اس سے پہلے کئی خطوط ارسال کیے ، لیکن آپ نے ان میں سے کسی ایک کو بھی "خطوط کے آئینے میں" شامل نہیں کیا ۔ جب نئے ناول آتے ہیں اور ان میں میرا خط شامل نہیں ہوتا تو تھوڑی دیر کے لیے مایوسی ہوتی ہے ، لیکن کیا کریں ، آپ کے کردار مایوس رہنے ہی نہیں دیتے ، ہر بار نئے عزم کے ساتھ میدانِ عمل میں موجود ہوتے ہیں۔

اس ماہ کے ناول بہت پسند آئے ۔ میں ناول خرید کر پہلے جلد کرواتا ہوں ، پھر پڑھتا ہوں ۔

محمد عثمان بلوچ ، ون ۔ ٹی بلاک II ، پی ای سی ایچ ایس ، کراچی

○

محترم چچا اشتیاق احمد

السلام علیکم ! ماہ مئی کے ناول "فریبی مجرم" ، "کیمرے کا قاتل" اور "ناکامی کا تحفہ" پڑھے ۔ "ناکامی کا تحفہ" میں آپ نے اشماریہ کے ساتھ مجرم بلیک کنگ کو متعارف کرایا ۔ جو کہ اب آئندہ خاص نمبر میں جیکان اور اشماریہ کے ساتھ جلوہ افروز ہو رہا ہے ۔ معلوم ہوتا ہے ، آپ نے اشماریہ

Scanned by CamScanner

کو تحفوں کے لیے مخصوص کر دیا ہے۔ پہلے "سمندر کا تحفہ" اور اب "ناکامی کا تحفہ" میں بلیک کنگ کے ساتھ آئی اور خوب آئی، اب آپ اس کو کس چیز کا تحفہ دے رہے ہیں۔

آپ نے "مون ٹاک" کو کہاں چھپایا ہے۔ "ژاب کے جلاد" کے بعد اس کا کوئی پتا نہ چلا، نہ آپ کسی خاص نمبر میں لائے۔ اس سے پہلے آپ نے اسے ناول "مون ٹاک" میں متعارف کرایا، مگر سمگلر کی حیثیت سے، پھر گرفتار کروا دیا اور پھر "ژاب کے جلاد" میں بین الاقوامی مجرم کے طور پر سامنے آیا اور تینوں پارٹیوں کو شکست دے کر چلتا بنا۔ آج کل خاص نمبر کے بڑے چرچے ہیں۔ خاص نمبر کا بے چینی سے انتظار ہے۔ اللہ کرے، خاص نمبر ہماری خواہشات کے عین مطابق ہو اور ایک یادگار خاص نمبر ثابت ہو۔

ملک محمد حسن، حاجی شمس الدین کریانہ مرچنٹ، محلہ منو آباد، نزد عبدالقادر پارک، نواب شاہ

○

پیارے انکل اشتیاق احمد

السلام علیکم! اس ماہ کے ناول ملے۔ "فریبی مجرم" بس درمیانہ سا لگا، پھر بھی اچھی کاوش تھی۔ "کیمرے کا قاتل" سسپنس، مزاح اور جاسوسی کا مرکب تھا۔ "ناکامی کا تحفہ" آپ

کا شان دار اور سُپر ہٹ ناول تھا۔ آپ نے ایسے ناول بہت کم لکھے ہیں۔ ویسے اب آپ اپنے ناولوں میں جو بین الاقوامی مجرم لاتے ہیں، وُہ اس شان، رُعب اور دبدبے سے نہیں آتے، جس دھڑلے سے ان کے پیش رو آتے تھے۔

فیصل شہزاد، ۱۷۹-۱۷۸، میسی گیٹ، صدر، راولپنڈی

○

پیارے انکل اشتیاق احمد

السلام علیکم! میں نے سب سے پہلے آپ کا ناول "سی مون، جی موف" پڑھا تھا، اس کے بعد باقاعدہ ہر ماہ آپ کے ناول پڑھ رہا ہوں۔ ایک طرف آپ مرزائیوں کے خلاف لکھتے ہیں اور دُوسری طرف آپ کے ایک کردار کا نام کامران مرزا ہے۔ اس کی وضاحت کر دیں۔ دُوسرا سوال یہ ہے کہ شوکی سیریز میں آفتاب، اخلاق اور اشفاق آپ کے بھائیوں کے نام ہیں، تو کیا شوکی آپ خود ہیں؟

نعمان فاروق، فلیٹ نمبر ۱۷، ظفر اسکوائر، گلی نمبر ۴، بنس روڈ، کراچی

ج: مغل لوگ بھی خود کو مرزا لکھتے ہیں۔ شوکی برادرز کے بارے میں آپ کا خیال درست ہے۔

Scanned by CamScanner

اشتیاق احمد

کے سنسنی خیز، ہنگامہ آرا، مزاح اور جاسوسی

سے بھرپور ناول

اس ماہ کے ناول

۵۳۳ ـــ خونیں ڈراما	انسپکٹر جمشید سیریز	۱۰ روپے
۵۳۴ ـــ نراڈ	〃	۱۰ 〃
۵۳۵ ـــ شاہزادے کا اغوا	〃	۱۰ 〃
۵۳۶ ـــ عیار	〃	۱۰ 〃
۵۳۷ ـــ خوابوں کے ملبے	نئی نسل، نیا ادب	۷/۵۰ 〃
۱۹ ـــ قاتلانہ سازش	〃	۷/۵۰ 〃
۲۱ ـــ سفید خون	انسپکٹر جمشید سیریز	۱۰ 〃
۲۲ ـــ مصنوعی قتل	〃	۱۰ 〃
۱۰ ـــ برف کی روشنی	انسپکٹر کامران مرزا سیریز	۱۰ 〃
۱۰ ـــ چھپا مجرم	شوکی سیریز	۱۰ 〃

★★★

آئندہ ماہ کے ناول

۵۳۸ ـــ آگ ہی آگ	انسپکٹر جمشید سیریز	۱۰ روپے
۵۳۹ ـــ چور دروازہ	〃	۱۰ 〃
۵۴۰ ـــ اڑتی لاش	〃	۱۰ 〃
۵۴۱ ـــ سب سے بڑا ڈاکا	〃	۱۰ 〃
۵۴۲ ـــ آنکھیں بے وفائی	نئی نسل، نیا ادب	۷۵ 〃
۲۴ ـــ توپ کی چوری	انسپکٹر جمشید سیریز	۱۰ 〃
۲۵ ـــ بیس سال بعد	〃	۱۰ 〃

لکی نمبر 4055

اشتیاق پبلی کیشنز

۹/۱۲ نصیر آباد ـــ مسلم پورہ ـــ سانده کلاں، لاہور۔ فون: ۳۲۱۵۳۷

برانچ آفس بازار لوہاراں ـــ جھنگ صدر۔ فون: ۳۲۹۵

Scanned by CamScanner